دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور
دار العلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ
ماہنامہ
الحق
بیاد: شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم حقانیہ
مدیر: مولانا سمیع الحق

ماہنامہ الحق کے "شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر" پر صدر مملکت غلام اسحاق خان کا مولانا سمیع الحق کے نام مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلام اسحاق خان

۲۵ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ
۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ "الحق" کا "شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر" موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ!

منصبی مصروفیات سے تا حال اتنی مہلت نہیں ملی کہ اس ضخیم نمبر کا تفصیلی مطالعہ کرسکتا۔ بہرحال جستہ جستہ جسقدر دیکھ پایا ہوں اس کی بنیاد پر وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس خصوصی اشاعت میں بڑی عرق ریزی سے ایک ایسے عالم دین کی شخصیت، خدمات اور افکار و نظریات کا بڑے جامع انداز اور بہت خوبصورت پیرایہ میں احاطہ کیا گیا ہے جن کے تبحر علمی، عمق فہم و شعور، تبلیغی مساعی اور اعلاء کلمۃ الحق کے جہادِ مسلسل کا اعتراف احترام دیوبند کے دارالعلوم سے لے کر قاہرہ کی جامعۂ ازہر تک کیا جاتا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی قومی خدماتِ جلیلہ، اتحاد بین المسلمین کے لیے اُن کی مخلصانہ کاوشیں اور اسلامیانِ عالم کے مفادات کے تحفظ اور علمبرداری کے لیے اُن کا فکری اور عملی جہاد ہماری قومی تاریخ کا سرمایہ ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ مولانائے محترم کی ہمہ صفت شخصیت، ہمہ گیر خدمات اور ہمہ جہت کارناموں کے سیر حاصل جائزہ کا اہتمام کرکے آپ نے اس سرمایہ سے نئی نسل کو روشناس کرانے اور اسے آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا بڑا جامع اور معتبر بندوبست کیا ہے۔ اور وہ بھی اس اسلوب کے ساتھ کہ خود آپ کے بقول "یہ نمبر نہ صرف فردِ واحد کی سوانح ہے بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی پون صدی کی علمی، سیاسی اور ملی جدوجہد وارتقاء کی تاریخ ہے"۔

میں اس یادگار نمبر کی اشاعت پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ فکر و نظر کی اس شمع سے علم و تحقیق کی ان گنت شمعیں روشن ہوتی چلی جائیں گی۔

والسلام
مخلص
(دستخط)
(غلام اسحاق خان)

مولانا سمیع الحق
مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
ضلع پشاور

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد — ۲۸
شمارہ — ۶
رمضان/شوال — ۱۴۱۳ھ
مارچ — ۱۹۹۳ء

ماہنامہ الحق

بانی
حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مدیر معاون: عبدالقیوم حقانی

مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ناظم - شفیق فاروقی

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم
۳۴۰ / ۴۳۵
کوڈ نمبر - ۰۵۲۲۹

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز ——— (ادارہ) ——— ۲
(نواز شریف حکومت کا انجام، عرب مجاہدین کیخلاف حکومت کا آپریشن، کشمیر میں ہندو برہمن کی بربریت)
انسانی معاشرہ اور تمدن کے مراحل ——— ڈاکٹر کلیم اللہ ساریو ——— ۴۹
نظام قرآن فلاح و امن کی ضمانت ——— مولانا سمیع الحق مدظلہ ——— ۷
احسان و سلوک میں حضرت مدنیؒ کا مقام رفیع ——— مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ ——— ۱۴
مسیحی درندگی کا شکار مسلم بوسنیا تار تار ——— فضل یزدانی جرمنی ——— ۲۵
برکات دیوبند کا آئینہ، برصغیر کی علمی تاریخ کا خزینہ ——— مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ ——— ۲۷
دارالعلوم کے شب و روز ——— شفیق الدین فاروقی ——— ۲۹
یورپ میں مقیم مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ ——— حافظ محمد اقبال رنگونی ——— ۳۳
امام ابوالحسن علی کسائی (سیرت و سوانح) ——— محمد الیاس الاعظمی انڈیا ——— ۳۹
افکار و تاثرات { بھارتی مسلمانوں کی حالت زار / ضلع تھر میں ذبح گائے پر پابندی / اسلم راؤ، محمد ہاشم
الجزائر میں تصادم / مصر میں اسلام پسندوں / مولانا ایاز ملکانوی / احسان اللہ فاروقی
۲۱ ویں صدی امریکہ اور عالم اسلام / مولانا غلام مصطفیٰ نور پور } ۵۰
تعارف و تبصرہ کتب ——— مولانا عبدالقیوم حقانی ——— ۶۱

پاکستان میں سالانہ -/۸۰ روپے فی پرچہ -/۸ روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۱۲ پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۶ پونڈ
سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

> اداریٔ تحریر کی کتابت مکمل ہو چکی تھی کہ نواز شریف کی حکومت برطرف کر دی گئی ہمارے اندیشے درست ثابت ہوئے مزید کسی اضافی تبصرہ کے بجائے مندرجہ بالا قرآنی آیت سے بہتر کوئی دوسرا تبصرہ نہیں ہو سکتا (ادارہ)

جہاد افغانستان میں عملاً حصہ لینے والے عرب مجاہدین کے خلاف پشاور میں حکومت پاکستان کے مسلسل آپریشن تشدد گرفتاریوں اور ظالمانہ رویہ کے خلاف افغان مجاہدین اور جمہور پاکستانیوں سمیت عالم اسلام کی تمام دینی قوتوں اور درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے بھرپور احتجاج کیا ہے جمعیۃ علماء اسلام کے قائد اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس المناک سانحہ اور حکومت کے ظالمانہ اقدام کی مذمت کرتے ہوئے پشاور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"حکومت نے عربوں کی گرفتاریوں کا جو آپریشن شروع کر رکھا ہے وہ نہ صرف ہمارے لیے بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ہے کیونکہ حکومت جن لوگوں کو آج امریکی اشاروں پر ظلم و تشدد کا نشانہ بنا رہی ہے انہوں نے گذشتہ سالوں میں افغان جہاد میں بھرپور حصہ لے کر پاکستان کی بقا کی جنگ لڑی ہے مولانا سمیع الحق نے آج صدر مملکت غلام اسحاق خان سے بھی عربوں کی رہائی کے لیے بات چیت کی انہوں نے کہا یورپی ممالک میں تو سیاسی پناہ کی اجازت دی جاتی ہے لیکن اسلامی ملک جس کی بقائی جنگ جنہوں نے لڑی انہیں پناہ نہ دینا بہت بڑا المیہ ہے انہوں نے کہا حکومت کا پروگرام یہ ہے کہ یہاں پر تمام اسلامی تنظیموں کو ختم کیا جائے عربوں کی گرفتاری نواز شریف کا پہلا ٹسٹ ہے اس کے بعد ہماری باری آنے والی ہے۔"

(روزنامہ خبریں اسلام آباد ۱۱، اپریل ۹۳ء)

مولانا سمیع الحق نے عربوں کے خلاف کارروائی کو امریکی اشارہ اور وزیر اعظم کو ان کا آلۂ کار قرار دیا دوسرے روز وزیر اعظم نے سارک ممالک کی ساتویں سربراہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہہ کر کہ " سارک ممالک مذہبی جنون کا تدارک کریں " (جنگ ۱۱ اپریل)

مولانا کے اندیشوں کو قطعی بنا دیا اور عملاً ان کی تصدیق بھی کر دی۔ عربوں کے خلاف کارروائی ہو یا مذہبی جنون کے تدارک کی تجویز و تلقین، بے چارے وزیر اعظم کی حیثیت ہی کیا ؟ یہ تو کٹھ پتلی ہیں، بات بھی تو امریکیوں کے مطلب کی ہے زبان اِن کی ہے اور بات اُن کی ہے۔

مغرب کا گھناؤنا چہرہ ایک بار پھر بے نقاب ہو کر سامنے آ گیا ہے ماضی قریب اور عصر حاضر کی تاریخ نے مسلسل خود ہی اس کے حقیقی چہرہ کی "نقاب کشائی" کر ڈالی ہے۔

اب کا تازہ کارنامہ اسی سلسلۂ مذموم کی ایک اور کڑی ہے کفارِ مغرب کے ذرائع ابلاغ نے شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ " جہاد افغانستان " میں دوسرے ملکوں بالخصوص عرب ممالک سے شرکت کرنے والے " دہشت گردوں " کو پاکستان سے نکالا جائے اور ان کے اپنے ملکوں کے حوالے کیا جائے تاکہ انہیں جیلوں میں ڈالا جائے یا گولی سے اڑا دیا جائے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کفار عالم اپنے ذہنی افلاس اور تنگ نظری کی بنا پر اسلام کے ذہنی عالمی افق سے بے خبر ہیں مسلمان بطور کلمہ گو ایک عالمی برادری ہے۔ بر اعظموں، ملکوں، زبانوں، لباسوں وغیرہ جیسی دوریاں انکے دل کی قربت میں حائل نہیں ہو سکتیں اور اخوت اسلامی کا یہ مظاہرہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ دنیا کے کسی کونہ میں جہاد کا اعلان ہو جائے تو ہر مسلمان کا دل اس میں شرکت کے لیے تڑپتا ہے بالکل اسی طرح جیسے دنیا کے کسی حصہ میں جمہوریت اور آمریت کی جنگ جاری ہو اور اہل مغرب کے اس سے مفادات وابستہ ہوں تو امریکہ برطانیہ اور فرانس جیسے جمہوری ممالک جمہوریت کے اس "جہاد" میں کودنے سے کبھی نہیں شرماتے بلکہ اسے اپنے اوپر فرض قرار دیتے ہیں اپنی قوم کو جمہوریت کے نام پر بے وقوف بنانے والوں نے نہ معلوم دنیا کی کتنی بادشاہتوں، مارشل لاؤں، ڈکٹیٹروں، غاصبوں اور ہمہ پہلو تخریبی اور اپنی آلۂ کار قوتوں کو سہارا دے رکھا ہے۔

اب جہاد افغانستان میں یہی تو ہوا ہے کہ افغانیوں کے شانہ بشانہ دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ سے عربوں سمیت " مجاہدین اسلام " نے سر ہتھیلی پر رکھ کر جہاد میں شرکت کی ہے اور اپنے سینوں پر " شہادت " کے تمغے سجائے سرخرو ہو کر حیاتِ جاودانی پا گئے اور جنت نشین ہو گئے ہیں یا پھر غازی بن کر مادیت کے پرستار

کفار مغرب کے دلوں میں عظمت جہاد کے رعب سے "کافرانہ تھرتھراہٹ" پیدا کرنے کا باعث بن گئے ہیں۔ اور دوسری جانب نوجوانان اسلام کے دلوں میں "حسین پھول" بن کر اپنی ایمانی مہک سے ایمان و جہاد کی خوشبو پھیلانے کا عمل شروع کر چکے ہیں اور یہی عالمی "شیطان" کے نیو ورلڈ آرڈر کے لیے "رحمٰن" کی جانب سے جواب ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

اب کافر ممالک ہر طرف سے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالنے لگ گئے ہیں کہ ان "دہشت گردوں" کو اپنے اپنے ملکوں کے حوالے کیا جائے تاکہ کفار کو چین نصیب ہو سکے اسی پس منظر میں جرمنی اور امریکہ کی ہمنوائی کی شہرت رکھنے والے ایک اسلامی ملک کے حکمران کی وزیر اعظم سے ملاقات بہت "معنی خیز" ہو سکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ دہریہ اور جارح سپر پاور کو شکست سے دوچار کرنے والے مجاہدین کو دہشت گرد قرار دینے کی جرأت کیونکر ہو گئی ہے؟ کونسا اخلاقی یا قانونی جواز ان عظیم انسانوں کی تذلیل کی اجازت دیتا ہے۔ عالم اسلام بیدار ہو رہا ہے عالمی اسلامی تحریکیں نوجوانوں میں نئی انقلابی کروٹ کا باعث بن رہی ہے۔

وزیر اعظم سمیت کفار مغرب عالم اسلام بالخصوص عرب مجاہدین کے خلاف اپنے جارحانہ بیانات اور ظالمانہ اقدامات کو بند کر دیں اور اتنے ہی مظالم کریں جن کا کل خمیازہ بھگتنے کی ان میں ہمت ہو۔ تاریخ انسانی کروٹ لے چکی ہے کفار مشرق کے زوال کے بعد دوسروں کا نمبر لگ چکا ہے لہٰذا ہم حکومت پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک کے زعماء سے اپیل کرتے ہیں کہ خدارا! کفار مغرب کی ان بھکی بھکی اپیلوں، منافقانہ اشاروں اور ظالمانہ احکامات اور جارحانہ ہدایات کی ہرگز پرواہ نہ کریں کیونکہ مستقبل میں امت مسلمہ کے بقا کی جنگ درپیش ہے۔

حکمران یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ جہاد افغانستان میں شریک ہونے والے یہ پاکیزہ نوجوان جو مغرب کی شیطانی تہذیب نیز دنیاوی راحت و آرام اور جاہ و حشمت کو پائے حقارت سے ٹھکرا کر محض اپنے رب کی کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے دہریہ اور مشرک فوجوں سے ٹکرا گئے اور سپر پاور کا زعم اور ہیبت رکھنے والی (صف اول کی ایٹمی و خلائی جابر و قاہر مادی قوت) مملکت کو دنیا کے نقشے سے مٹا ڈالا یہی تو "ملت کی آبرو" ہیں۔ انہوں نے صرف افغانستان کی آزادی ہی نہیں پاکستان کے دفاع کی اور عالم اسلام کے بقا کی جنگ لڑی ہے۔

ان پر تو صرف پاکستان کیا، ملت اسلامیہ کے تمام خزانے نچھاور کئے جا سکتے ہیں یہ تو دنیا بھر کے غیور مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن میں بسنے والا وہ عظیم اور عزیز و محبوب گروہ ہے جس نے شیطان کے تمام حربوں کو ناکام کر کے رحمٰن کی کبریائی کے ترانے، خدا کے دشمنوں کے جدید ترین اور ہیبت ناک جنگی اسلحہ و بارود کے طوفانوں میں گائے ہیں یہی لوگ قوم و ملت کے ہیروز اور تاریخی ایوارڈوں کے مستحق ہیں چونکہ یہ سچے کھرے اور آزمائے ہوئے

مجاہدوں کا گروہ ہے اس لیے کافر اور منافق حکمران ان مٹھی بھر نوجوانوں سے خوفزدہ ہیں اور ان کے ذرائع ابلاغ ان حقیقی مجاہدین کے خلاف مسموم اور بدترین زہریلے تبصرے نشر کر رہے ہیں پاکستان حکومت سمیت تمام اسلامی ملکوں کا فرض ہے کہ مغرب کے اس قابل مذمت واویلا کو یکسر ٹھکرا کر یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہی مجاہدین اسلام ہیں کہ جنہیں کفار کی ناپاک زبانیں "دہشت گرد" قرار دے رہی ہیں حقیقتاً یہ پاکستان سمیت ہر اسلامی ملک کے محافظ اور محب وطن ہیں ان سے زیادہ سچا اور کھرا شہری ان ملکوں میں اور کوئی نہیں۔ آزمائش کی بھٹی سے کامیاب ہو کر نکلنے والے یہ نوجوان ہزاروں ایٹم بموں کی قوت سے زیادہ ایمانی قوت کے حامل ہیں ان کے اصل مقام اور صحیح قدر و قیمت کا ادراک حاصل جائے اور خدا کی دشمن شیطانی قوتوں کی لگائی بجائی میں آکر ملت اسلامیہ کے ان عظیم سپوتوں کے بارے میں کوئی غلط اقدام نہ کیا جائے ورنہ تاریخ ایسے ظالم احسان فراموش اور محسن کش حکمرانوں کی شقاوت کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

مولانا سمیع الحق نے یہ بھی کہا کہ عربوں کے بعد تمام دینی قوتوں کو کرش کرنے کے مرحلہ کو ہموار کیا جا رہا ہے" وزیر اعظم نے سارک ممالک کی کانفرنس میں خطاب کے دوران دینی قوتوں، اسلامی تحریکوں مذہبی لٹریچر، قرآن و حدیث کے مدارس، رسول اور صحابہ کی سنت اور ان کے طریقہ بود و باش اسلامی انقلاب کے لیے جہاد کی راہ کے اپنانے کو "مذہبی جنون" قرار دیا ہے مگر "مغربی جنون زدہ" سمجھتے ہیں کہ وہی بڑے دانا ہیں ؎

اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

ہمارے نزدیک تاریخ کا تداول ہے کفار عرب کے رؤسا کو بھی جب حضرات صحابہ کرامؓ کی طرح ایمان لانے کی دعوت دی گئی تھی واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس تو انہوں نے بھی یہی پھبتی کسی تھی۔ انؤمن کما اٰمن السفھاء ۔ اللہ پاک نے ان لوگوں کا خود دفاع کیا جنہیں آج کی اصطلاح میں فنڈامنٹلسٹ بنیاد پرست اور مذہبی مجنون قرار دیا جا رہا ہے۔

الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔

(ترجمہ) خبردار بیشک یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن یہ نہیں جانتے۔

نام نہاد ترقی پسندوں "روشن خیالوں" اہل تجدد اور امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے آلہ کاروں اور موجودہ حکمرانوں کو دینی قوتوں کے کچلنے اور اسلامی تحریکوں کی راہ روکنے کا کردار نہیں اپنانا چاہیے یہی کردار ابوجہل کا تھا اگر جی نہ ملنے تو پھر ابوجہل کے انجام کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔

کلا لئن لم ینتہ لنسفعا (ترجمہ) کوئی نہیں اگر باز نہ آئے گا ہم گھسیٹیں گے

بالناصية ناصية كاذبة خاطئة ۔ چوٹی پکڑ کر کیسی چوٹی جھوٹی گناہ گار ۔

قرآنی صداقت، حرمت سود کو چیلنج کرنے والے وزیر سردار آصف احمد علی گرفتار ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں اور وزیر اعظم پاکستان کی وزارت عظمیٰ کا "تخت" ہچکولے کھاتی "نیا" کی طرح ڈانوا ڈول ہے اور بالآخر اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو بے نظیر حکومت کا ہوا تھا ۔

"دسری نگر) فوجی رہزنوں کا ہر گلی میں پہرہ ہے، خون آدم رواں ہیں بستیاں جل رہی ہیں دوکانوں اور رہائشی مکانوں سے آگ کے شعلے اور دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے ہیں، ندی نالوں، جہلم اور ڈل سے لاشیں ابل رہی ہیں مائیں سینوں سے جگر گوشوں کی نعشیں چمٹائے بیٹھی ہیں کربلا ہے ہو کا عالم ہے عبادت گاہیں سوگوار ہیں" (نوائے وقت راولپنڈی ۱۲ اپریل ۹۳ء)

صرف یہ ایک خبر نہیں روزانہ اس قسم کے واقعات کشمیر کا مقدر بن چکے ہیں کشمیر لہو میں نہا رہا ہے جنت نظیر اس خطہ ارض میں آگ برس رہی ہے عصمتیں لٹ رہی ہیں ہندو وحشی درندوں کی درندگی کے بھیانہ مناظر سے آنکھوں میں خون اتر رہا ہے سکون رخصت ہوا جاتا ہے اطمینان کند چھری سے ذبح ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے ۔ بے کلی قلب و ذہن کو مضطرب کئے ہوئے ہے مگر یہ اندوہناک ایسے حقوق انسانی کے علمبرداروں کو خواب خرگوش سے اٹھا نہیں پا رہے بے گناہ افراد، پاکباز خواتین اور معصوم بچوں کا بہتا لہو ان کے بحر سکون میں اضطراب و بے چینی کی ہلکی سی لہر بھی اٹھانے کا باعث نہیں بن رہا ۔ بلکہ اب تو تمام عالمی اسلامی مسائل میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آگئی ہے کہ ان کے حقوق انسانی کا نعرہ ان کے اپنے مفادات کا رہین منت ہے اور ان کے ضمیر کی بیداری ان کی اپنی پالیسیوں کے تابع ہے ـــ مگر یہ منافقت اور دورخی بھلا کب تک چلے گی، انشاءاللہ حقوق انسانی کے یہ علمبردار بھی ذلیل و رسوا ہوں گے اور ان کے ہتھکنڈے بھی اور بالآخر کامیابی و کامرانی کشمیری مجاہدین ہی کے پابہ رکاب ہوگی ۔ کشمیری مسلمان اپنے سر ہتھیلیوں پر سجائے میدان کارزار میں فقید المثال عزم و جرأت کے ساتھ اتر پڑے ہیں وہ اپنے مقدس خون سے آزادی کی لازوال داستانیں رقم کر رہے ہیں برہمنی افواج کی سنگینیں اور ہندو وحشیوں کی آگ نکلتی بندوقیں اب شمع آزادی کے پروانوں کے حوصلوں کو شکست نہیں دے سکتیں برہمنی سامراج کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ظلم اور تشدد کے جواب میں قدرت کی تعزیریں بہت سخت ہیں، روس جیسی سپر طاقت کی تحلیل سے عبرت لینی چاہیئے بھارت جو روس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی سامراجی طاقت ہے اپنے گھناؤنے جرائم کا رد عمل کیونکر برداشت کر پائے گی ۔

عبدالقیوم حقانی

ضبط و تحریر : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ قرآن دنیائے انسانیت کے لیے فلاح اور امن کی ضمانت ہے

قرآن نصابِ تعلیم، رمضان ایامِ تربیت اور پورا سال ایامِ عمل ہیں

عید الفطر ۱۴۱۳ھ کے موقع پر عید گاہ اکوڑہ خٹک میں ۸ ہزار سے زائد مسلمانوں کے اجتماع سے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب

قال اللہ تعالیٰ! ان الدین عند اللہ الاسلام (الآیۃ) بیشک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

میرے بزرگو، دوستو اور جملہ حاضرین، چونکہ موسم خراب ہے اور بارش ہو رہی ہے بارش بھی خدا کی رحمت ہے تاہم اگر اس میں شدت آگئی تو اسی وقت نماز شروع کر دیں گے ورنہ ۹ بجے اعلان کے مطابق نماز ہوگی۔ بارش خدا کی رحمت ہے لوگ دنیوی تماشوں اور پروگراموں اور تقریبات کو سخت بارش میں انجام دیتے ہیں آپ نے کل ۲۳ مارچ کو دیکھا کہ سخت بارش میں افواج پاکستان کا مظاہرہ تھا سخت بارش میں کئی گھنٹے کھڑے رہے، لہو لعب، ثقافتی پروگرام اور ناچنا کودنا نہیں چھوڑا، صدر اور وزیر اعظم بھی سخت بارش میں کھڑے رہے آج تم معبود برحق اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں جمع ہو جو کائنات کا حقیقی احکم الحاکمین ہے عبادت کے لیے جمع ہوئے ہیں لہو و لعب کے لیے نہیں اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کے لیے آئے ہیں کہ اے اللہ! آپ نے ہم کو روزے کی توفیق دی قرآن مجید سننے کی توفیق دی آج ہم مسرت کرتے ہیں خوشیاں مناتے ہیں آج ہماری عید ہے۔

مسلمانوں کی عید اور کفار کے تہوار میں امتیاز

مسلمان اور کفار کا یہی فرق ہے کہ مسلمانوں کی خوشی، غم عید، شب قدر اور تمام تہوار عبادت سے وابستہ ہوتے ہیں تمام قومیں عیدیں مناتے ہیں بعض تو اس لیے کرتے ہیں کہ موسم بدلا، بہار آئی، بعض ملکوں کی آزادی کے دن

تہوار مناتے ہیں یہ ساری خوشیاں مسلمانوں کے پاس بھی تھیں مثلاً مسلمانوں کے پاس سب سے زیادہ خوشی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تھی لیکن اللہ پاک نے مسلمانوں کی خوشیاں اور تہوار عبادت کے ساتھ وابستہ کئے ہیں کہ انسان جب عبادت میں کامیاب ہوا اور خدا کے حکم کی تعمیل کی سعادت حاصل کی۔

نفس کا مقابلہ تو اب اس کے شایان شان یہ ہے کہ وہ خوشی منائے عید منائے، روزہ ایک سخت عبادت تھی اللہ پاک نے بندوں کو حکم دیا کہ نفس کا مقابلہ کرو نفس کو اپنے قابو میں لے آؤ روس فتح کرنا اس قدر مشکل نہیں امریکہ پر یلغار کوئی اتنی بات نہیں جس قدر کہ مسلمان کے لیے نفس کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔

ان اعداء عدوك نفسك الذی بین جنبك۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تیرا بدترین دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے دنیا کی قومیں روس اور امریکہ ایک دوسرے کو شکست تو دے سکتے ہیں لیکن نفس کے علاج میں، نفس کے کنٹرول اور اس کے قابو کرنے کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے یہ نسخہ اللہ تعالیٰ نے صرف مسلمانوں کو دیا ہے کہ نفس کو کس طرح کنٹرول کرو گے اس کی عملی شکل اللہ تعالیٰ نے روزے کی صورت میں بتا دی کہ بھوک، پیاس، مجبوری کے حالات میں اپنی کمائی رزق حلال کے استعمال سے بھی خود کو روکے رکھا ہے خواہشات نفس کو کنٹرول کیا ہے اب تم کامیاب ہو گئے۔

ونهى النفس عن الهوى۔	اور روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے
فان الجنة هي الماوى۔	پس بیشک جنت ان کا ٹھکانہ ہے۔

انسان اور حیوان میں وجہ فرق انسان کو اللہ نے طاقت دی ہے اگر خود کو کنٹرول کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں گائے، بھینس اور حیوان اور انسان میں یہی فرق ہے حیوان کو تم بھاگنے اور کھانے پینے سے نہیں منع کر سکتے جائز و ناجائز خواہش اور اسکی تکمیل کا وہ امتیاز نہیں کر سکتے جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اگر چاہتا ہے کہ اپنے نفس کو کنٹرول کر لوں تو کر سکتا ہے بریک لگا سکتا ہے سیلف کنٹرول کا مادہ اس میں موجود ہے جس میں سیلف کنٹرول کا مادہ نہیں وہ انسان نہیں ہے حیوان ہے جس طرح ایک گاڑی کے لیے اللہ نے بریک پیدا کی ہے بریک درست ہو تو گاڑی آپ کے اختیار میں ہے جب تیز کریں، جب آہستہ کریں گاڑی آپ کے اختیار میں ہے اگر بریک کنٹرول میں نہیں تو گاڑی آپ کو گڑھے میں پھینک دے گی، تباہ و برباد کر دے گی اسی طرح انسان کو اللہ نے یہ طاقت اور قوت دی ہے کہ تو اشرف المخلوقات ہے اگر چاہے تو فرشتوں سے بلند ہو جائے گا بد عملی سے اسفل السافلین تک پہنچ جائے گا اگر نفس کو کنٹرول نہیں کر سکتے ہو تو کالانعام بل هم اضل تو وہ حیوان بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ ثم رددناه

اسفل السافلین۔

پہلوان کون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہادری یہ نہیں کہ تم نے دوسرے کو گرا دیا یا ایک بڑے پہلوان کو شکست دیدی بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس کو کنٹرول کر سکتا ہے نفس کا مقابلہ جہاد ہے اللہ نے تمہیں ۳۰ روز نفس کے ساتھ جہاد میں رکھا تھا۔

جہاد اکبر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کفار کے ساتھ ایک معرکہ جہاد سے واپس تشریف لائے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی کفار کو شکست ہوئی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا،

رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاكبر۔ — کہ ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر اب بڑے جہاد کو آتے ہیں۔

کافر کے ساتھ جنگ کرنا یہ چھوٹا جہاد ہے اپنے نفس، اپنی خواہشات پر کنٹرول، خود کو اللہ کے اوامر پر چلانا اور نواہی سے خود کو روکنا یہ جہاد اکبر ہے۔

تلاوت کی نعمت صرف مسلمانوں کا اختصاص ہے تمہیں اللہ پاک نے ۳۰ روز تک جہاد اکبر کا موقع دیا پھر اس میں آپ نے اللہ پاک کا قرآن سنا۔

قرآن کی نعمت کسی دوسری قوم کے پاس نہیں یہ عید اسی خوشی میں ہے کہ ہم نے روزے رکھے اللہ نے توفیق دی ہم نے رات کو قرآن سنا، وہ قرآن کہ تمام بنی نوع انسانیت اسکی محتاج ہے یہ تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں یہ تلاوت کی نعمت، یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کو بھی حاصل نہ تھی۔

قرآن اور دیگر کتب سماویہ میں فرق یہ اللہ کا کلام ہے جو اللہ نے مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے عطا فرمایا ہے دیگر امتوں کو کتابیں دی گئیں۔

تورات، زبور اور انجیل تیار شکل میں دی گئیں ہم کو قرآن تیار کتابی شکل میں نہ بھیجا ہم کو براہ راست موقع بہ موقع حسب ضرورت کلام بھیجا۔

فرق یہ ہے کہ ایک آدمی کو آپ خط لکھتے ہیں بڑی محفوظ رجسٹری سے خط لکھتے ہیں کتاب بھیجتے ہیں وہ بھی آپ کا خط اور آپ کی کتاب ہے لیکن بعض لوگوں کے ساتھ آپ خود فون پہ بات کرتے ہیں، براہ راست وائرلیس پر بات کرتے ہیں جس طرح خط اور فون کی باتوں میں درجہ اور تعلق خاطر کے لحاظ سے فرق ہے اسی طرح دیگر کتب سماویہ اور قرآن مجید میں فرق ہے۔ براہ راست ہدایات اللہ نے ہمیں بھیجی ہیں اور محفوظ فرمائی ہیں۔

عظمت قرآن آپ تلاوت کرتے ہیں تراویح میں قرآن پڑھتے ہیں نماز میں قرآن پڑھتے ہیں فرشتے بھی اقتدا کرتے ہیں تمہاری آمین پر وہ بھی آمین کہتے ہیں جہاں تلاوت ہوتی ہے فرشتے عرش

تک سایہ کرتے ہیں پڑے ڈھلتے ہیں ۔

جامعیت قرآن

یہ قرآن صرف امت محمدیہ کے ساتھ ہے قرآن کیا ہے؟ قرآن میں دین بھی ہے اور دنیا بھی قرآن صرف نماز روزہ سے عبادت نہیں قرآن ہماری خوشی، ہمارے غم، ہماری معیشت، تمدن، تجارت، سیاست سب میں رہنمائی کرتا ہے وہ بڑی بدبخت قومیں ہوتی ہیں جو دین اور دنیا کے درمیان تفریق کرتی ہیں ۔

دین و دنیا میں تفریق

آج بھی بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ یہ دنیا کے کام ہیں یہ دین کے کام ہیں کہتے ہیں مولانا صاحب! آپ کی دین کی بات مانیں گے مگر دنیا کے کاموں میں آپ دخل نہیں کریں گے ۔ دنیا کے کاموں، سیاست، حکومت، معیشت اور رسم ورواج کے ساتھ دین کا کیا تعلق ہے حقیقت میں یہ لوگ دین پر ایمان نہیں رکھتے یہ تفریق کرتے ہیں اللہ کے دین میں ۔

قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے

دین صرف عبادت کا نام ہے تو یہ صرف عیسائیت اور یہودیت میں ہے اور مسلمانوں کے لیے دین اور قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایک مکمل دستور العمل ہے ایک مکمل نظام حیات ہے ایسا نظام الہٰی جس کی بنیاد وحی ہو آیا کسی دوسری قوم کے پاس ہے؟ یہود بھی دعویٰ نہیں کر سکتے تورات میں تحریف ہوئی ہے عیسائیت کے پاس بھی نہیں یہ نظام اسلامی نظام پوری دنیا کے کفار کے لیے چیلنج ہے ۔

قرآن ہر دور کیلئے چیلنج

یہ نظام ہر دور کے لیے چیلنج ہے جسے اللہ نے قرآن کی شکل میں بھیجا آپ نے تمام رمضان میں اسکی تلاوت کی، سنا پڑھا دہرایا، اللہ نے قرآن بھیجا تو تربیت کے لیے رمضان بھیجا کہ قرآن پر عمل کس طرح کریں گے ۔ خدا تعالیٰ نے رمضان کی شکل میں طریقہ بتا دیا کہ میری حلال کردہ چیزیں میرے حکم پر آپ نے چھوڑ دیں حرام تو لامحالہ چھوڑ دو گے ۔

قرآن پر کس طرح غور کریں گے ابتدا سے انتہا تک رمضان میں روٹی چھوڑی، پانی چھوڑا، لہو ولعب چھوڑا ..... طالبان حق کے لیے اللہ نے کورس بھیجا، پھر کورس کے لیے تربیت اور ٹریننگ ہوتی ہے کورس کی مدت ہوتی ہے روزہ میں اللہ نے تربیت دی، اب اس کے بعد چھٹی نہیں ہوئی اب تقویت حاصل کر لی عملی زندگی میں آیئے اور ثابت کیجئے کہ قرآن پر اس طرح عمل ہوتا ہے ۔

مسلم امت کے لیے اچھا موقع

آج مسلمانوں کے لیے سوچنے کا مقام ہے مسلم امت کے لیے ایک اچھا موقع ہے دنیا کے پاس کوئی نظام نہیں خدا کے نظام کے بغیر دنیا کا کوئی مسئلہ کسی سے حل نہ ہو سکا آج دنیا میں جوڑ توڑ جاری ہے دنیا میں نقشے بدل رہے ہیں انسان کے نظام ختم ہو گئے ۔

کمیونزم کا انجام آپ کمیونزم اور سوشلزم کے نعرے سُنا کرتے تھے کمیونسٹوں کا ایک دنیا میں شور وہنگامہ تھا وہ کہتے تھے کہ قرآن کوئی نظام نہیں قرآن ہمارے مسئلے حل نہیں کرسکتا اور قرآن مذہبی ہفیم اور مذہبی جنون ہے، خدا اور رسولؐ کے ساتھ انہوں نے جنگ لڑی لیکن تم نے سو سال کے اندر اندر دیکھ لیا کہ اس نظام نے سو سال بھی پورے نہ کیے وہ نظام خاک میں مل گیا، آج کمیونسٹ ممالک میں ہر چیز تہس نہس ہو گئی تباہی ہے بدامنی ہے بھوک ہے ہر چیز کو دھوکہ کرکے چھپا رکھا تھا کہ ہمارے نظام نے ہم کو جنت دیدی ہے وہ جنت نہیں تھی جہنم تھا آج لوگ اس نظام پر لعنت بھیجتے ہیں اس سے نفرت کرتے ہیں اس نظام کے بانیین کفار کے مجسمے گرا رہے ہیں اور اپنے سوشلزم پر لعنت بھیجتے ہیں۔

امریکی مذموم عزائم میدان عمل خالی ہے اب ساری دنیا پریشان ہے کہ کونسا نظام اختیار کرلیں کفار اور امریکہ کے ساتھ فکر ہے کہ قرآن کے نظام کے لیے دنیا خالی ہو گئی، روس تہس نہس ہو گیا آج امریکہ کہتا ہے کہ اب میرا نمبر ہے ـــــ اب امریکہ بڑے جوش اور بڑے ولولے کے ساتھ مقابلے کے لیے آیا ہے وہ کہتا ہے کہ خلا پیدا ہوا انسانی نظام ختم ہوئے اب میں تمام دنیا پر، تمام مسلمانوں پر اپنا نظام مسلط کر دوں مسلمانوں کو آگے نہیں چھوڑنا۔

کفار عالم لرزتے ہیں آج مسلمان ایک چوراہے پر ہیں میدان خالی ہے اب خدا نے موقع دیا ہے کہ ہم اس میدان کو جیت لیں دنیا کو عملاً خدا کا نظام دکھا دیں قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا ۔ لا الہ کے نظام سے فلاح حاصل ہو گی امریکہ اس نعرہ کو لا الہ اور اسلام کو اپنی موت سمجھتا ہے وہ کہتا ہے قرآن اور اسلام کا ایک شعبہ جہاد جس پر مسلمانوں نے عمل کیا، ایٹم بم تباہ ہوئے، ہائیڈروجن بم تباہ ہوئے تمام عمارتیں صرف جہاد سے گر گئیں، کفار عالم لرزتے ہیں اگر تمام قرآن پر عمل کیا گیا تو ہماری جگہ کہاں ہو گی۔

نیو ورلڈ آرڈر امریکی بکواس ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا کو نیا نظام دیتے ہیں وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کی جگہ ہم پکڑلیں وہ اپنے سامراجی مقاصد کے لیے عالمی نظام کا سوچ رہے ہیں ان کے نیو ورلڈ آرڈر کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں مسلمان سر اونچا نہ کرسکیں تم بڑی طاقت ہو تمہارا وزن ہے کیونکہ اس زمین پر دوسرا وحی کا خدائی نظام کسی کے پاس نہیں ہم اپنے وزن کو نہیں سمجھتے مگر کفار ہیں اور ہمارے وزن کو جانتے ہیں۔

مسلمانوں کی بیداری سب سے بڑا مسئلہ کفار کی سب سے بڑی پریشانی مسلمان ہے کلنٹن آیا صدر ہوا تو اس نے سب سے پہلی بات یہ کی کہ میرے لیے سب سے بڑا مسئلہ مسلمانوں کی بیداری ہے اب کہتا ہے کہ مسلمانوں کی بیداری، ولولہ اس کے لیے مسئلہ ہے مگر روس مسئلہ

نہیں، بنیاد پرستی پر مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے تم واحد قوم ایسی ہو کہ تمہاری بنیاد ہے یہود کی بنیاد نہیں، نصاریٰ کی بنیاد نہیں، ہندوؤں کی بنیاد نہیں تمہاری بنیاد قرآن مجید ہے ہمیں بنیاد پرستی پر فخر ہے۔

بنیاد پرستی پر افتخار کرنا چاہیئے

کفار عالم اور بڑی طاقتیں، بنیاد پرستی سے انکار کرتے ہیں تو وہ حرامی قرار پاتی ہیں جو بنیاد پرستی کا اعتراف کرتے ہیں وہ ہم ہے اور ہم حلالی ہیں جو حلالی ہوگا اس کی بنیاد ہوگی باپ ہوگا ماں ہوگی دادا ہوگا شجرہ نسب ہوگا ہمارے پاس قرآن بھی ہے سنت بھی ہے صحابہ کرام بھی ہیں خلفاء راشدین بھی ہیں قرآن وحدیث کا ہر ہر حرف سند کے ساتھ موجود ہے۔ اس روز افطار پارٹی اسلام آباد میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ظلہٗ اتفاقاً میرے ساتھ اکٹھے بیٹھے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ بڑی مسلمانی کی بات کی اسلم بیگ کے مقدمہ میں کہ "میں فخر کرتا ہوں کہ میں بنیاد پرست ہوں" میں نے ان سے کہا کہ تم نے اس سے ہمارا خون بڑھا دیا آپ نے پاکستان کا تشخص ظاہر کر دیا اور انگریزوں اور امریکنوں کے منہ میں مٹی ڈال دی کہ پاکستان کے سپریم کورٹ کا جسٹس اپنی بنیاد پرستی پر فخر کرتا ہے اس نے بھی کہا کہ مولانا! اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف جسٹس سے آپ دوسری توقع کیوں کرتے تھے۔ وہ شخص پاکستان کی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بن نہیں سکتا جو بنیاد پرست نہ ہو بدقسمتی سے ہمارے وزیر اعظم کہتے ہیں کہ "ہم بنیاد پرست نہیں جو لوگ اسلامی ملک کی قیادت کے باوجود یہ کہتے ہیں تو وہ امریکہ کے پٹھو ہیں، وہ امریکہ کو خوش کرتے ہیں۔

عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے خلاف امریکی اعلان جنگ

آج امریکہ نے پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے امریکہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے کہ قرآن نافذ نہ ہوگا آج بوسنیا میں آپ دیکھتے ہیں یعنی یورپ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا ملک نہیں برداشت کیا جاتا۔ یہ قتل عام، عزتوں پر ڈاکہ، معصوم بچوں کا قتل آپ دیکھ رہے ہیں تو یہ عید ہمیں غور کرنے اور محاسبہ کرنے کی دعوت دیتی ہے کہ مسلمان جمع ہوں اور امت کے مستقبل کے بارے میں سوچیں کہ ہمارے بارے میں کیا کچھ کیا جا رہا ہے۔ آج روس کی تباہی کے بعد عیسائیوں نے پھر سے صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ہے ان کے ساتھ یہودی بھی متفق ہیں۔

جہاد کشمیر

وہ ہمیں دہشت گرد اور دہشت پسند کہتے ہیں، کشمیر کے مسلمان اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں کفار کے نرغہ میں ہیں انہوں نے مسلمانوں کی بابری مسجد کو مسمار کر دیا، ہم نے محض نعرہ بازی کی، ہم کشمیریوں کی حمایت کرتے ہیں ان کا تعاون کرتے ہیں یہ اسلام کا تقاضا ہے یہ مذہب کا تقاضا ہے کیونکہ تمام مسلمان جسد واحد ہیں۔

مسلمانوں کو آزادانہ فیصلہ کرنا ہوگا

آج دنیا میں قرآن کے مٹانے کا مسئلہ زیرِ غور ہے جبکہ ہمارے حکمران بدقسمتی سے اس موقع کو نہیں سمجھتے یہ ایک غنیمت تھی آج ہمارے حکمرانوں کو تمام دنیا کی قیادت حاصل کرنے کا موقع ہے پاکستان کو اسلامی ممالک کی قیادت حاصل کرنے کا موقع ہے لیکن انہوں نے آنکھوں پر پٹیاں باندھ رکھی ہیں مگر حکمران ذہنی غلام ہیں امریکہ اور یورپ کے رحم کرم پر ہیں۔ کاش! کہ ہم مسلمان کی حیثیت سے فیصلہ کریں آزادانہ فیصلہ کریں کفار ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کفار ہمیں نہیں مٹا سکتے۔

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ

آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے، مصر میں بھی تحریک جاری ہے افغانستان میں بھی اسلام کی جنگ ہے کفار نہیں چاہتے کہ مجاہدین یکمشت ہوں متحد ہوں کہ وہ متحد ہوں تو پھر تو اسلام نافذ ہوگا۔

سوڈان میں جنگ ہے الجزائر میں جنگ ہے اسلام کے شیدائی سچے مسلمان نکلے ہوئے ہیں افغانستان میں بھی اسلامی حکومت قائم ہوگی وسطِ ایشیاء میں ولولہ ہے تاجکستان میں جنگ ہے مسلمان اُٹھیں کہ اب سابقہ روسی نظام کو تہس نہس کرنا ہے اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسلام سے نہیں منع کر سکتی وہاں قتلِ عام شروع ہے لاکھوں افراد افغانستان میں آچکے ہیں تمہارے دار العلوم حقانیہ میں تاجکستان اور ترکستان کے طلبہ آئے ہوئے ہیں وہ پانیوں کو عبور کر کے اور چھپ چھپا کر آئے ہیں ہم نے ان کے لیے مستقل ہاسٹل قائم کر دیئے ہیں،

اسلام کی بیداری کی ایک لہر آئی ہے آپ خیر امت ہیں بیدار رہوں حکمرانوں کے گریبان میں ہاتھ ڈالیں اور ان سے کہیں کہ ظالمو! یا ہمارا راستہ چھوڑ دو ہمارے راستے کی رکاوٹ نہ بنو یا پھر ایک مسلمان کی طرح جرأت اور غیرت اسلامی کے ساتھ کام کرو، خدا تعالیٰ آپ سب حضرات کو اس عظیم جہاد میں کامیاب کرے اور اسلامی دنیا میں اسلامی انقلاب غالب ہو کفار کی سازشیں ناکام کر دے، کشمیر، فلسطین، بوسنیا، تمام خطوں میں جہاں جہاں مسلمان مظلوم ہیں خدا تعالےٰ سب کی مدد فرماوے سب کو نجات دے خدا تعالےٰ پاکستان میں بھی قرآن اور اسلام کے نظام کی بالادستی کر دے۔

حضرۃ العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ
اٹک شہر

احسان وسلوک
میں
حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کا مقام رفیع

دنیا میں یہ عام طریقہ رائج ہے کہ کسی قابل قدر شخصیت کے تعارف میں اسکی ایک خاص معروف صفت کی بنا پر اسے سمجھا جاتا ہے خواہ اس ذات بابرکات میں کئی اوصاف حمیدہ موجود ہوں جیسا کہ محدث کبیر عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو ایک محدث کی حیثیت سے دنیا جانتی ہے مگر ان کی مجاہدانہ حیثیت سے اکثر لوگ بے خبر اور ناواقف ہیں حالانکہ وہ اپنے دور کے مجاہد جلیل تھے ان کی محدثانہ، متصوفانہ حیثیت مسلّم مگر ان کا ممتاز وصف جہاد فی سبیل اللہ تھا جیسا کہ وہ اپنے دور کے ممتاز سالک عاکف الحرمین فضیل بن عیاضؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا لعلمت انک فی العبادۃ تلعب

من کان یخضب خدہ بدموعہ فنحورنا بدمائنا تتخضب

یہ ایک طویل منظوم خط کے دو اشعار ہیں جن سے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حیثیت آشکارا ہوتی ہے جس سے کم لوگ واقف ہیں۔

اسی طرح مشہور فلسفی ابن رشد اندلسی کو ایک فلسفی کی حیثیت سے دنیا جانتی ہے مگر انکی فقیہانہ حیثیت سے دنیا ناواقف ہے ان کی تالیف "بدایۃ المجتہد" دیکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس طرح ائمہ اولیاء کے مدونہ فقہ کے نہ صرف واقف تھے مگر اس پر عمیق نظر رکھتے تھے اور ابن رشد ہی علم حدیث میں اپنے دور میں ایسے فائق تھے کہ موطا امام مالک کے حافظ تھے۔

یہی حال قطب الارشاد والتکوین حضرت مدنی قدس سرہ کا ہے دنیا میں آپ دار العلوم جیسے عظیم علمی ادارہ کے شیخ الحدیث اور علماء ہند کی عظیم تنظیم جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اور اپنے دور کے مجاہد جلیل کے طور پر ممتاز بلکہ منفرد حیثیت کے مالک تھے لیکن ان تمام اوصاف کمال سے رفیع آپ کا

وہ مقام تھا جو آپ کو احسان وسلوک میں حاصل تھا جیسا کہ دورِ حاضر کے امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے خلوت اور جلوت میں کئی بار فرمایا تھا کہ :

”کہ میں نے اپنی سابقہ زندگی میں چودہ بار حرمین کی زیارت کی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ بصیرت عطا فرمائی ہے کہ وقت کے اولیاء کرام کو پہچان سکتا ہوں میں نے چودہ بار حرم کعبہ موجود اولیاء کرام کو دیکھا مگر میں نے حضرت مدنیؒ کے ہم پلہ کسی کو نہ پایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نہ میں شاگرد ہوں نہ مرید ہوں“۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے حضرت حاجی امداد اللہؒ نے نقل فرمایا ہے کہ :

”حرم کعبہ شریف میں اکثر اوقات ۳۶۰ اولیاء کرام موجود رہتے ہیں“۔

حضرت لاہوریؒ اگرچہ حضرت مدنیؒ کے نہ تو شاگرد تھے نہ مرید تھے مگر سیاسیات میں آپ کے پیروکار تھے لیکن حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے برادر بزرگ اور مفتی عتیق الرحمنؒ کے عم محترم مولانا مطلوب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہم جو سیاسی نظریات میں حضرت مدنیؒ کے خلاف تھے مگر حضرت مدنی کے احترام میں ان کا یہ حال تھا کہ بجائے ولایتی کپڑے کے دیسی کھدر کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ :

”میں محض مولانا کی تکلیف کے خیال سے کھدر پہنتا ہوں ورنہ میں اس کو ضروری نہیں سمجھتا۔ مولانا حسین احمدؒ کا دل جتنا روشن ہے آج کسی کا نہیں تم یا کوئی اور کیا جان سکتا ہے کہ مولانا حسین احمدؒ کیا ہیں اور ان کا کیا مقام ہے“۔

(ماہنامہ برہان دہلی بابت اگست ۱۹۶۲ء ص۶۲)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کا اصل مقام تو سلوک و احسان میں ممتاز حیثیت کا مقام تھا دوسرے مشاغل ایسے مقام پر فائز ہونے والے عظیم المرتبہ انسان کے لائحہ عمل میں داخل ہوتے ہیں جیسا کہ اسی برصغیر میں شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہٗ کا اصلی مقام سلوک و احسان کی اشاعت اور ترویج تھی جس کا مرکز آپ کی خانقاہ مجددیہ نقشبندیہ ہے مگر اس وقت کے دین اکبری اور دین الٰہی کا قلع قمع بھی آپ کے فرائض میں تھا جس کے لیے گوالیار جیسے وحشت ناک قلعہ میں اسارت کو بطیب خاطر قبول فرمایا دورِ حاضر کے عظیم صاحب علم اور صاحب قلم حضرت مولانا ابو الحسن ندوی زید مجدہم نے قوم سے یہی شکوہ فرمایا ہے کہ۔

”ہماری آپ کی بدقسمتی ہے کہ ہم نے جانا نہیں کہ وہ (حضرت مدنیؒ) کیسے باطنی مراتب پر فائز تھے اس کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو اس کوچہ سے واقف ہوں اور جو اس کا احساس رکھتے ہوں وقت کے

عارفین واہل نظر کی زبان سے میں نے ان کے لیے بڑے بلند کلمات سنے ہیں اور ان سب کو ان کی عظمت و بلندی کا معترف اور ان کی مدح و توصیف میں رطب اللسان پایا ہے مولانا اپنے زمانہ میں ڈاکٹر اقبال کے ان اشعار کا نمونہ و مصداق تھے۔

سرّ دین ما را خبر او را نظر — او درونِ خانہ ما بیرون زدر
ما کلیسا دوست ما مسجد فروش — او ز دست مصطفیٰ پیمانہ نوش
ما ہمہ عبد فرنگ او عبدہٗ — او نگنجد در جہانِ رنگ و بو

ڈاکٹر صاحب نے کبھی کہا تھا۔

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل — یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات

مولانا کا عمل پہلے مسلک پر تھا یہ واقعہ ہے کہ وسعت افلاک میں مولانا کی زندگی تکبیر مسلسل تھی۔

(ایک سیاسی مطالعہ ص۱۳)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اصلی مقام کو علامہ ابو الحسن ندوی نے بالفاظ دیگر یوں ارقام فرمایا ہے۔

"جو چیز خاص طور پر محسوس کی وہ دن میں ان کی شگفتگی، مستعدی و بیداری، ہر ایک کی طرف توجہ والتفات اور شب کو معمولات کی پابندی، ان آنکھوں نے متضاد مناظر بھی دیکھے بعض مقامی تحریکوں میں عقیدت وارادت کا جوش بھی دیکھا ان کی نیازمندی واظہار جان نثاری بھی دیکھی پھر ان ہی آنکھوں نے زود رنج وطوطا چشم عوام کو سخت برہم اور معضوب الغضب بھی دیکھا اور ان کے ذمہ داروں کو تند و تلخ رُو در رُو کہتے بھی سنا۔

لیکن مولانا کی حالت یکساں پائی بعض سیاسی تحریکوں کے زمانہ میں بھی مشاہیر کو نیازمندانہ حاضر ہوتے اور سفارشی خطوط لکھواتے بھی دیکھا پھر ان کی تلخ نوائیاں اور احسان فراموشیاں بھی دیکھیں اس کو تنقیدی ذہن کہیے یا حقیقت بینی کہ طبیعت نے محسوس کیا کہ آنے والوں اور بیٹھنے والوں میں مولانا کے اصل ذوق اور اصل فن سے استفادہ کرنے والے بہت کم نظر آتے۔

زیادہ وقت اشخاص یا جماعتوں کے تذکرے یا سطحی تبصرے یا تعویذ و دعا کی فرمائش میں گذرتا مولانا اپنی فطری عالی ظرفی سے کسی کو گرانی یا ناگواری کا احساس نہ ہونے دیتے مگر۔

جہاں کوئی تصوف وسلوک کا مسئلہ پوچھ لیتا یا کوئی علمی بحث چھیڑ دیتا یا اہل اللہ کا تذکرہ کرنے لگتا فوراً چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوتی اور ایسا معلوم ہوتا کہ دل کا ساز کسی نے چھیڑ دیا۔

(ماہنامہ الارشاد مدنی نمبر بحوالہ پرانے چراغ)

مرتب مکتوبات شیخ الاسلام مولانا نجم الدین اصلاحی نے ارشاد فرمایا:

"حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کے بارے میں بہتوں کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل آئی کہ وہ کون سے مرکزی صفات تھے جو آپ کی زندگی میں سب سے نمایاں اور اساسی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ کسی نے بہت بڑا محدث اور مفسر جانا، کسی نے ایک عالم اور شیخ طریقت سمجھا کسی نے سیاسی راہنما اور مجاہد قرار دیا اس میں شبہ نہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ میں سارے کمالات تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن مولانا مدنی میں ان تمام باتوں سے زیادہ آپ کا وہ روحانی مقام تھا جس سے عام طور پر دنیا ناواقف تھی اور ناواقف رہ گئی اس کی زیادہ وجہ یہ ہوئی کہ لوگوں نے تزکیہ نفس اور تطہیر قلوب کو ایک ثانوی چیز سمجھا اور صرف تعلیم کتاب و حکمت ہی کے اندر ساری تگ و دو محصور کر دی حالانکہ تزکیہ کی کمی اعلیٰ تعلیم کے باوجود محسوس ہوتی ہے اور دین جس چیز کا نام ہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم سے بھی نہیں پیدا ہوتا بلکہ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔ (شیخ الاسلام نمبر ص۲۲)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے بارہ میں طالبین اور سالکین کی راہنمائی کے لیے اکابر اولیاء اللہ نے راہنمائی فرمائی جس میں بطور اختصار ایک درج ذیل ہے۔

" ایک مولانا صاحب کو کچھ اشکال درپیش تھے تو انہوں نے خواب میں حضرت شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی اور اپنی حالت کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحب نے فرمایا ہمارے حسین احمد کو لکھو" (مکتوبات ج ۳ ص ۱۵۷)

(ف) حضرت شاہ اہل اللہ شاہ عبدالرحیم کے صاحبزادے اور حضرت شاہ ولی اللہ کے بھائی تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے سید عالی نسب ہونے کی نسبت سے سلوک اور احسان ان کا خاندانی ورثہ ہی کہا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب رسالت میں سے تمام مناصب میں حصہ وافر عطا فرمایا تھا تلاوت کتاب اللہ، تعلیم کتاب اللہ اور تزکیہ باطن ان تمام امور میں آپ بفضلہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے فرد وحید تھے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد رحمۃ اللہ علیہم ان مناصب سے عموماً اور تزکیہ باطن سے خصوصاً سرفراز تھے درمیانی کچھ حصہ ہجرت کا چھوڑ کر نسلاً بعد نسل سارا خاندان خانقاہی نظام میں نہ صرف منسلک تھا بلکہ اپنے علاقہ میں مسند نشینی سے مشرف تھا جیسا کہ حضرت نے فرمایا:-

"خاندان کے افراد اہل معرفت وطریقت تھے صرف اخیر دو تین پیشتیں دنیادار زمینداروں کی ہوگئی تھیں نیز یہ بھی ذکر آچکا ہے کہ شاہان دہلی سے خاندان کو چوبیس گاؤں دیئے گئے تھے شاہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شاہ نوراشرف مرحوم نے سجادہ اور طریقت کو سنبھالا اور دوسرے بیٹے تراب علی مرحوم نے جائیداد کا انتظام سنبھالا اس طرح خاندان میں دو پٹیاں قائم ہوگئیں۔"

(نقش حیات ج ۱ ص۸۵)

اگرچہ شاہ نوراشرف مرحوم نے خانقاہ کو قائم رکھا اور لوگ ادھر رجوع کرتے رہے مگر کچھ مدت بعد خانقاہ صرف رسمی خانقاہ رہ گئی یعنی کا سجادہ نشین حضرات نے کہ نہ خود ریاضت اور مجاہدات کی طرف توجہ اور نہ ہی طالبان سلوک کی روحانی تربیت پر توجہ دی بلکہ صرف پدری نسبت ہی کو کافی سمجھا اگرچہ اس وقت تک خاندان کا کوئی فرد کسی دوسرے خاندان طریقت سے سلسلہ بیعت میں منسلک نہ ہوا تھا مگر اب حالت ایسی ہوگئی کہ طالبان سلوک اور احسان کسی دوسری خانقاہ کی طرف رجوع کریں چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت مدنی کے والد ماجد سید حبیب اللہ نوراللہ مرقدہما نے قدم اٹھایا اور اپنے زمانہ کے ولی کامل حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا اس گناہ گار کے خیال میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کا یہ بیعت فرمانا ہی گنگوہ شریف کی نسبت کی ابتدا تھی جہاں سے آپ کے تینوں صاحبزادوں کو روحانی آب حیات سے سیراب ہونا تھا، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے فرمایا ہے کہ:

"ہماری اس صدی کے آغاز میں اگرچہ انگریزوں کے دم قدم سے مادیت کے اس ملک میں قدم جم گئے اور اہل دل بڑے درد سے کہہ رہے تھے۔

ع وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

پھر بھی عشق الٰہی کی کہیں کہیں دکانیں قائم تھیں جہاں سے جذبہ وشوق اور درد محبت کا سودا ملتا تھا ان دکانوں میں دو دکانیں خاص طور پر مرجع خاص وعام تھیں ایک گنگوہ میں اور ایک گنج مرادآباد میں، دونوں نے اپنی اپنی جگہ درد محبت اور اتباع سنت کا بازار گرم کر رکھا تھا اور اس جنس نایاب کو وقف عام کر دیا۔"

(تذکرہ مولانا فضل الرحمن از علامہ ندوی ص۱)

چنانچہ حضرت مدنی کے والد ماجد نے حضرت گنج مرادآبادی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمائی اور حضرت کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق نے اپنے والد ماجد کی اجازت سے حضرت گنگوہی سے شرف بیعت حاصل کیا اور جب حضرت کے والد ماجد نے ہجرت مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت شیخ الہند کے مشورہ سے بلکہ

حکم سے حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہو گئے جبکہ آپ کے بھائی مولانا محمد صدیق صاحب اس سے پہلے بیعت ہو چکے تھے اگرچہ حضرت مدنی کا قلبی میلان حضرت شیخ الہندؒ کی طرف تھا مگر حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا محمد صدیق سے فرمایا:۔

"ان دونوں مولانا سید احمد (بانی مدرسہ علوم شرعیہ) اور (حضرت مولانا) حسین احمد کو حضرت گنگوہی سے بیعت کرا دو خدا جانے یہاں سے جانے کے بعد کس کے پلے پڑ جائیں کہیں کسی بدعتی سے وابستہ نہ ہو جائیں"۔ (نقش حیات ص۸۷)

چنانچہ حضرت مدنی اور حضرت مولانا سید احمد صاحب نور اللہ مرقدھما گنگوہ حاضر ہوئے اگرچہ حضرت گنگوہیؒ بیعت فرمانے میں بہت زیادہ رد و مدح فرمایا کرتے تھے مگر ان دونوں کو بیعت فرما لیا اور پھر یہ فرمایا۔

"میں نے تو بیعت تو کر لیا اب تم مکہ معظمہ جا رہے ہو وہاں حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ موجود ہیں ان سے عرض کرنا وہ ذکر تلقین فرما دیں گے"۔ (نقش حیات ص۸۸)

(ف) حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا تعارف حضرت گنگوہی نے یوں فرمایا:۔

"اس عاجز کو جو معلوم کرایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے قطب الارشاد تھے آپ کا لقب عالم بالا میں مخدوم العالم ہے آپ ولایت النبوۃ و مقام محمدی میں نہایت راسخ القدم ہیں"۔ (مکاتیب رشیدیہ ص۱۳)

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے مکہ مکرمہ حضرت حاجی صاحب سے شرف ملاقات کا ذکر یوں فرمایا:

"اواخر ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ میں حاضری مکہ مکرمہ نصیب ہوئی موصوف اس وقت بہت ضعیف ہو گئے تھے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا سلام و پیام سن کر بہت خوش ہوئے اور دیر تک نہایت محبت سے تذکرہ فرماتے رہے۔ اور فرمایا کہ تمنا ہے کہ ایک مرتبہ پھر زندگی میں ملاقات ہو جاتی"۔ (نقش حیات ص۸۹)

حضرت گنگوہی کا ارشاد سن کر حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ نے:

"پاس انفاس کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ روز صبح کو یہاں آ کر بیٹھا کرو اور اس ذکر کو کرتے رہو"۔ (نقش حیات ص۸۹)

اگرچہ حضرت مدنی کی اس بیعت اور روحانی تعلق میں روحانی سلسلہ کا ذکر نہیں مگر آپ نے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا:۔

"نیز میرے مرشد و آقا حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں انہوں نے اگرچہ مجھ کو چاروں

طریقوں میں بیعت فرمایا تھا جن میں سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ بھی ہے مگر اصلی طریقہ اور عام تعلیم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی چشتیہ صابریہ تھی۔ (مکتوبات ج ۱ صفحہ ۲۹۶ و ج ۳ صفحہ ۶۱/۶۲)

اور یہی بات حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق ارباب طریقت میں مشہور ہے جیساکہ انوار العاشقین میں درج ہے کہ:

"متاخرین سلسلہ چشتیہ صابریہ میں باوجود قیام مکہ معظمہ کے وہاں حاضر ہوکر شہرت کا ہونا نادر ہے مگر حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی"

(صفحہ ۸۷)

قطب الارشاد حضرت گنگوہی کے منظوم شجرہ طریقت میں پہلا شعر یہ ہے:

یا الٰہی کن مناجاتم بفضل خود قبول — از طفیل اولیائے خاندانِ صابری

چنانچہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز کی برکت سے طریقہ صابری حجاز سے نکل کر دوسرے اسلامی ممالک میں پھیلا پنجاب کے مشہور پیر طریقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ العزیز کو آپ نے طریقہ صابریہ میں خلافت سے نوازا تھا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس روحانی سفر کی سرگذشت حضرۃ ہی کے قلم سے درج ذیل ہے۔

چنانچہ حرم محترم (مسجد نبوی) بیٹھ کر پاس انفاس کیا کرتا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت قطب عالم گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے محبت اور تعلق قلب میں بڑھنا شروع ہوا اور محسوس ہوتا تھا کہ جس طرح بعض درخت جلد جلد بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اسی طرح حضرت گنگوہی کی محبت بڑھ رہی ہے۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سلسلہ چشتیہ قدس اللہ اسرارہم کی نسبت کے آثار ظاہر ہونے لگے اور گریہ کی حالت طاری ہونی شروع ہوگئی اس اثناء میں رویاء صالحہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت خواب میں بکثرت ہونے لگی نیز ذکر کی وجہ سے جسم میں بے اختیاری حرکات بھی ہونے لگیں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ میں چونکہ مجمع لوگوں کا ہر وقت رہتا تھا اس لیے ایسا وقت مقرر کیا جس میں کم سے کم مجمع رہے وہ وقت آفتاب نکلنے سے ایک گھنٹے بعد کا ہے ___ مگر جب آثار ذکر جسم پہ زیادہ ظاہر ہونے لگے تو لوگوں سے شرم کی وجہ سے شہر کے باہر جنگل میں جانے لگا مسجد شریف کی مشرقی جانب جدھر بقیع شریف ہے آبادی نہیں ہے ادھر نکل جاتا تھا (آج سے تقریباً سو سال پہلے) اور کبھی مسجد الاجابہ میں، یہاں پر بعض ادعیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول ہوتی ہیں اور کبھی اس کے قریب کھجوروں کے جھنڈوں میں تنہا بیٹھ کر ذکر کرتا رہتا تھا۔

اسی حالت پر ایک مدت گذری جو حالتیں یا رویا صالحہ پیش آتیں تھیں ان کو قلمبند کر کے گنگوہ شریف بھیجا کرتا تھا۔

ایک روز مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں بانتظار جماعت بوقت ظہر یا بوقت عصر بیٹھا ہوا تھا یکبارگی ایسا معلوم ہوا کہ میرا تمام جسم حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کا جسم ہو گیا ہے یہ حالت اس قدر قوی ہو گئی کہ میں اپنے جسم کو اپنا نہیں پاتا تھا اور تعجب سے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹتا تھا کہ یہ دیکھوں یہ میرا جسم ہے یا نہیں اگر نہ ہو گا تو تکلیف محسوس نہ ہو گی یہ حالت تھوڑی دیر گھنٹہ دو گھنٹہ رہی پھر زائل ہو گئی میں نے اس حالت کو بھی لکھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ یہ حالت فنافی الشیخ ہونے کی ہے۔

(نقش حیات ص ۹۲)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۶ھ میں بیعت ہوئے اور ۱۳۱۸ھ یعنی تقریباً دو سال میں اس قدر ترقی فرمائی کہ کئی مقامات سلوک جن کی مختصر سی کیفیت درج کی جاتی ہے۔

سلوک کا سب سے پہلا اثر مرشد و ہادی کی محبت ہوتا ہے کیونکہ محبت روحانی ہی سے عمل اور اقتدار کا جذبہ متحرک ہو کر روحانی اور عملی انقلاب آتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں تعلماً للامۃ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنی حبک وحبّ من ینفعنی حبہ عندک۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کان من دعاء داؤد علیہ السلام اللھمّ انی اسئلک حبک وحب من یحبک۔

اور اس محبت کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ سالک یہ یقین کر لے کہ اس وقت ساری زمین پر مجھے اپنے مقصد تک پہنچانے والا سوائے میرے مرشد کے کوئی نہیں حضرت حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہ کے مسترشد حافظ ضامن حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"سالک کو چاہیئے کہ اس امر پر پورا یقین رکھے کہ اس وقت ساری دنیا میں مجھے میرے مقصد تک پہنچانے والا سوائے میرے مرشد کے اور کوئی نہیں اگرچہ دوسرے کامل اولیاء کرام اور مرشدان عظیم بھی موجود ہیں مگر اس کا یہ یقین اپنے شیخ کے ساتھ مستحکم ہو ورنہ ہلاکت کا خطرہ ہے" (امداد السلوک ص ۲)

سالک جب ممکنات پر عبور کرتا ہے تو اس کی بصیرت روحانیہ میں جمادات، نباتات وغیرہ کی شکل میں مثالی ترقی کی منازل محسوس ہوتی ہیں شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو قرب خداوندی کی جو ندا دی گئی وہ پودے ہی سے تھی جیسا کہ فرمایا۔ فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ

فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (القصص پ ۳)۔
قرآن عزیز ہی میں کلمۂ طیبہ کی مثال کشجرۃ طیبۃ (ابراھیم پ ۲۴) فرمائی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقاتِ روح الامین علیہ السلام کا محل رویت قرآن عزیز نے عند سدرۃ المنتھی (النجم پ ۱۴) فرمایا۔
حضرت گنگوہی نے فرمایا سالک کو جب عبور عنصر ما پر ہوتا ہے تو یہ اس کے آثار ہیں (مکاتیب ص۲۲)

(۳) آپ کا ارشاد کہ سلسلہ چشتیہ کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں ان آثار میں سے سوز و گداز ہے جس کا اثر گریہ و زاری کی شکل میں نمودار ہوتا ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایسے سعادت مند کو مبارکباد دیا کرتے تھے۔ اور قرآن عظیم میں تو انبیاء علیہم السلام کے بکاء کا بھی ذکر ہے جیسا کہ سورہ مریم کی آیت ۵۸ میں ہے اس گناہ گار کا نام ایک مکتوب گرامی میں فرمایا۔ رونا سلطان الاذکار کی شاخ ہے ۔ (مکتوبات ج ۳ ص۱۱)

(۴) چونکہ رویائے صالحہ علوم روحانی اور فیضانِ آسمانی کا وہ ابتدائی حصہ ہیں جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھیں اور اب قیامت تک ان کے سعادت مندوں کو ان کے مقام عروج میں یہ سعادت میسر ہوتی رہے گی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

" لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قال الرویا الصالحۃ رواہ البخاری وزاد مالک بروایۃ عطاء بن یسار یراھا الرجل المسلم او تری لہ (مشکوۃ)

(۵) جب ذاکر ذکر زیادہ کرتا ہے تو ذاکر اس کے بدن اور اس کے دل پر اثر انداز ہو جاتا ہے قرآن عزیز میں ارشاد فرمایا اللہ نزل احسن الحدیث کتابًا متشابھا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ۔ (الزمر پ ۲۳)
جب دل اور چہرے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جھکنے لگ جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بدن میں غیر ارادی حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کیفیت تقریبًا ہر سچے ذاکر کو بفضلہ تعالیٰ حاصل ہو جاتی ہے ۔

(۶-۷) اگرچہ فنافی الشیخ کی اصطلاح عمومی طور پر متعارف نہیں مگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث سے بطور اشارۃ النص کے اسے ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی حقیقت غایت تناسب مرید و شیخ میں ہے جو کہ غایت اطاعت و محبت سے پیدا ہو جاتا ہے ۔ (التکشف ص۳۹۲)

عارف باللہ سید اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا ہے من التجلیات الصوریۃ الشھودیۃ ...... او عن کونہ مطاعًا اطاعۃ ناشئۃ من صمیم قلب المطیع ومن فنائہ فیہ بما ھو مطاع عندہ کذلک کالشیخ ۔
حضرت شہید نور اللہ مرقدہٗ کی اس عبادت سے فنافی الشیخ کا مسئلہ واضح ہو رہا ہے جس کی تشریح اہل دل

ہی کر سکتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

دوبارہ سفر گنگوہ شریف، آپ کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے شوال ۱۳۱۸ھ میں گنگوہ شریف آنے کا فرمایا چنانچہ آپ کچھ مدت کے بعد حاضر ہوئے آپ کے برادر بزرگ بھی حاضر خدمت ہوئے حضرت نے خانقاہ قدوسیہ کے دو حجروں میں آپ کو قیام کی سعادت بخشی اور مراقبہ پر دل جمعی سے عمل کرنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ حضرت مدنی نے فرمایا :-

"میں نے تعلیم کردہ شدہ مراقبہ پر عمل کرنا شروع کر دیا عصر کے بعد جبکہ صحن میں مجلس عمومی فرماتے تھے تو اسی مراقبہ میں حجرہ قدوسیہ کے برآمدہ میں ستون کے پیچھے تقریباً دو تین گز فاصلے سے میں مشغول ہو جاتا تھا مغرب کے وقت اس میں وہاں ہی مشغول رہتا تھا۔۔۔۔۔ اس مراقبہ سے مجھ کو نہایت قوی اور بہت زیادہ فائدہ ہوتا تھا" (نقش حیات ج ۱ ص۱۰۱)

آغاز خلافت، اسی قیام کے دوران آپ نے خواب دیکھا کہ :

"کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ چالیس دن گزرنے کے بعد مقصود حاصل ہوگا"

چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ٹھیک اسی تاریخ کو خلافت سے نوازا حضرت مدنی نے عرض کیا سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک بھی طے کرنے کی خواہش ہے مگر حضرت نے فرمایا :

"جو تعلیم میں نے دی ہے وہ سب کی بالکل آخری تعلیم ہے یہاں پر تمام سلاسل مل جاتے ہیں اسی کو مشق کرو"

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا :- "اسی میں جدوجہد کر کے پیر مرید سے بڑھ جاتے یا مرید پیر سے بڑھ جاتے" (ص مذکور)

فائدہ : پیر سے مرید کا روحانی مدارج میں بڑھ جانا یہ فضل کہلاتا ہے جیسا کہ حضرت گنگوہی نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقدوس قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ شیخ مرید کو لے جاتا ہے اور فضل یہ ہے کہ مرید شیخ کو لے جاوے" پدر مفلس کو اگرچہ زکوٰۃ درست نہیں مگر صدقہ نافلہ جائز ہے۔ (مکاتیب رشیدیہ ص۱۱)

حضرت مدنی کا قیام گنگوہ شریف تین ماہ سے کچھ دن کم رہا مگر بہت بڑی روحانی دولت سے مالا مال ہو کر منبع انوار روحانی اور مہبط انوار ربانی کو واپس تشریف لے گئے اگرچہ آپ مدینہ منورہ ۱۳۲۰ھ کے اوائل میں پہنچے مگر زیادہ وقت دیوبند اور دوسرے مقامات پر رہا گنگوہ شریف سے واپسی پر دوسرے مقامات پر قیام کے دوران ایک مرتبہ سخت روحانی انقباض پیش آیا تو حضرت نے فرمایا کہ :-

"جاؤ کلیر شریف وغیرہ ہو آؤ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جب قبض پیش آتا تو ایسے مقامات پر تشریف لے جاتے تھے" (نقش حیات ج ۱ ص۱۰۲) (باقی آئندہ)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

فضل یزدانی، جرمنی

مسیحی درندگی کا شکار، مسلم بوسنیا تار تار

مسیحیوں کی منظم و مضبوط پراپیگنڈہ مشینری نے دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رکھی ہے کہ مسیح شہزادہ امن Prince of Peace تھا۔ اس کا مذہب مسیحیت امن و آشتی اور صلح کا امین و مبلغ ہے۔ مسیحیوں کے ہاں خدا محبت ہے۔

جبکہ یہ محض لفاظی ہے ان دلفریب، مسحور کن اور چکنے چپڑے دیدہ زیب الفاظ کے پردوں کی تہوں میں لپٹے ہوئے مسیحی دنیا کی انتہائی ظالم، بد اخلاق، خونریز اور درندہ صفت قوم ہیں کہا جاتا ہے کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ ہاتھی بیچارا تو بس اتنے سے قصور سے ہی بدنام ہے جبکہ بہیمیت کے علمبردار مسیحی کسی دوسرے مذہب اور اس کے پیروکاروں کو جیتے دیکھنے کے قطعاً قائل نہیں ہیں ان کے یہ حسین و تسکین دہ مواعظ ہاتھ میں طاقت آنے تک ہی چلتے ہیں۔

تیسری صدی عیسوی کے آخری ربع میں سورج پرستی کا مذہب "متھرا ازم" دنیا بھر میں چھایا ہوا تھا۔ خود مسیحیت اس سے شدید متاثر اور خوشہ چین ہے تاہم مسیحیت کا عروج اس کے زوال کا باعث بنا تھا۔ مسیحیوں نے اس کی عبادت گاہیں مسمار کیں، انہیں اپنے گرجاؤں میں تبدیل کیا اور سورج پرستوں پر من مانے ظلم ڈھائے۔

صلیبی جنگوں میں جب مسیحی افواج یورپ سے فلسطین کو چلتیں تو راستہ میں یہودیوں کے لیے موت کا پیغام ثابت ہوتیں انہیں بس اتنی مہلت ملتی کہ موت اور مسیحیت میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکیں۔ فلسطین کے نواحی علاقوں میں پہنچ کر مسیحی افواج آپس میں لڑ بھڑ کر ناکام و نامراد لوٹتیں۔ صلیبی جنگوں کے طویل سلسلہ میں فقط ایک ہی مرتبہ یروشلم "شہزادہ امن" کے نام لیواؤں کے قبضہ میں آیا تھا جس پر انہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کے خون کی ندیاں بہا ڈالی تھیں کہ مسیحی مورخین اور مذہبی علماء بھی اس واقعہ فاجعہ کا تذکرہ کرتے وقت مارے ذلت و شرم کے زندہ درگور ہونے کو تڑپتے نظر آتے ہیں۔ سپین میں مسلمان کی عظیم الشان مملکت آٹھ صدیاں قائم رہی۔ اس میں سبھی مذاہب کے پیروکار سکھ چین کی زندگی بسر کرتے تھے یہودی تاریخ میں اسے قوم یہود کا سنہرا دور پکارا جاتا ہے۔

پھر مسیحی خونخواروں کا داؤ بھرتے ہی سپین میں مسلمانوں کی وہ بیخ کنی کی گئی کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ وہاں ایک کلمہ گو بھی باقی نہ رہنے دیا گیا۔ تلوار کے گھاٹ اترنے اور سمندروں میں ڈوبنے سے بچ جانے والے مسلمان جبراً عیسائی بنا لئے گئے۔ یہودی بھی اسی حشر سے دوچار ہوئے تحریکِ اصلاح کلیسیا کے آغاز میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحیوں نے ایک دوسرے کا بے دریغ خون بہانے، زندہ جلانے، گرجا گھروں کو چھیننے لوٹنے، ڈھانے اور فریق مخالف کی خواتین اور بالخصوص راہبات کی عصمت دری میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر درندگی اور شیطانی صفات کا مظاہرہ کیا تھا دونوں عالمی جنگوں کے کرتا دھرتا اور متحارب فریقین کا مرکز و محور مسیحی ہی تھے۔

غرضیکہ تاریخ عالم مسیحی خون آشامیوں کی المناک داستانوں سے سیہ رو ہے۔ فی زمانہ قبرص، البانیہ، اریٹیریا، نائیجیریا اور فلپائن وغیرہ میں مسلمانوں پر مسیحی مظالم کے بھوتوں کا ننگا ناچ زبان زد عام ہے۔ مسیحی امن و آشتی، مسیحی حلم، مسیحی راستبازی، مسیحی رحمدلی، مسیحی پاک دلی، مسیحی صلح جوئی اور محبت کا تازہ ترین شاہکار بوسنیا کے مسلمان ہیں، جنہیں سرب اور کروشیائی مسیحیوں نے تختۂ مشق بن رکھا ہے۔ مسیحی اقوام و ممالک ان بیچاروں کو بے دست و پا بنانے اور اپنے ہم مذہبوں کے ہاتھوں مروانے کے لیے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا رہے ہیں۔

بوسنیا کی مسلم خواتین پر مسیحی درندگی کی مندرجہ ذیل دلخراش و جگر پاش رپورٹ ہمارے ایک دیرینہ کرم فرما جناب فضل یزدانی نے جرمنی سے ارسال کی ہے، اس قسم کی خبروں پر مبنی خطوط میں مجھے موصول ہونے والے پاکستانی مسیحیوں کی خوشیوں سے لبریز اور طعن و تشنیع آمیز تبصرے خیر سگالی جذبات کو مجروح ہونے سے بچانے کی خاطر شائع نہیں کئے جا رہے۔

یہ تمام حقائق دوسری عالمگیر جنگ کے ہیرو اور مشہور عالم جرمن ڈکیٹر ایڈولف ہٹلر کے اس قول کی صداقت کے منہ بولتے شواہد ہیں کہ "انسانیت کے واسطے مسیحیت سب سے کاری ضرب تھی" چنانچہ ہٹلر کے ایک دست راست ہملر کا نظریہ بالکل درست ہے کہ "مسیحیت کو بیخ و بن سے اکھاڑے بغیر ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے"۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر برکات دارالعلوم دیوبند کا مکمل آئینہ، برصغیر کی علمی تاریخ کا خزینہ اور مرد حق آگاہ کی حیات جاودانی کا زندہ ثبوت ہے

امام لاہوری کے خلیفہ اجل علامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام مکتوب

ماہنامہ الحق کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر رمضان المبارک میں منظر عام پر آگیا ہے۔ اکابر علماء مشائخ، دانشوروں، صحافیوں اور اہل علم حضرات نے خصوصی اشاعت کی بہت زیادہ پذیرائی کی تمام حضرات کے گراں قدر تاثرات، صفحات کی قلت کے پیش نظر شائع کرنا بہر حال ممکن نہیں البتہ ذیل میں صرف حضرت الامام لاہوری کے خلیفہ اجل، بیسیوں کتابوں کے مصنف معروف سکالر، بقیۃ السلف حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام ایک مکتوب نذر قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم و فضلکم

سلام مسنون مع الاحترام مقرون! مزاج گرامی بعافیت باد، ۱۴۱۳ھ کی عید الفطر کا ہلال باجمال نظر آیا اور ساتھ ہی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہٗ کا تذکار پر وقار بھی لایا جو کہ امت کے لیے عموماً اور علماء امت کے لیے خصوصاً اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے اس سے امت علماء حق کے کارناموں اور انکی خدمات سے واقف ہو جائے گی کہ امت کے محسن اور غمخوار وہی سعادت مند اکابر ہیں جو اپنی تمام متاع حیات کو دین اور علم دین کی نشر و اشاعت پر قربان کر دیتے ہیں اور ان اپنے علمی، دینی، روحانی خزائن کو جن کے حصول کے لیے ناقابل برداشت تکالیف اٹھا کر امت کے لیے وقف عام کر دیتے ہیں یہی جلیل القدر علماء کرام اجود الناس کا صحیح مصداق ہیں۔ کثر اللہ امثالھم

یہ گناہ گار اپنے آپ کو بہت بڑا خوش نصیب سمجھتا ہے کہ شیخ العرب و العجم حضرت مدنیؒ اور دور حاضر کے

امام الاولیا حضرت لاہوری کی نسبت عالیہ کی برکت سے راس الاتقیا، استاذ العلماء، زبدۃ الفقہاء، محدث کبیر مجاہد جلیل حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کی جو نوازشات اس ذرہ بے مقدار پر تھیں (اور اپنے عقیدہ کے مطابق اب بھی ہیں)، ان میں آپ نے کمی نہیں فرمائی بلکہ وہی تابندگی موجود ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور حضرت کے سارے خاندان کو ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے اور اس گناہ گار کو اس در اقدس کی خاکروبی سے محروم نہ فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

یہ خصوصی نمبر صرف ایک فرد کا ترجمان نہیں بلکہ آپ کی راہنمائی میں مولانا عبدالقیوم حقانی نے (وفقھم اللہ لما یحب ویرضیٰ) جس ترتیب سے اسے مرتب فرمایا ہے اس سے یہ نمبر مجاہد جلیل سید اسماعیل شہید کے دور سعید سے کر آج تک کی اس تمام تاریخ کا ترجمان ہے جس کے کئی ابواب تاحال زاویہ خمول میں تھے، خصوصاً دارالعلوم کی برکات کا ایسا روشن ترجمان ہے جس سے خدام دارالعلوم دیوبند سربلندی کے دنیا بھر کے علمی اداروں، مدارس، مکاتب کو یہ کہہ صحیح سکتے ہیں کہ،

کوئی ایسا بوریہ نشین پیش کرو جس کی کاخ فقیری کے سامنے بڑے بڑے محلات کے صدر نشین کجکلاہ جھکے ہوں اور جس کی ضعیف بدن کی نحیف آواز نے ملک کے عظیم قانون ساز ادارہ میں نہ صرف اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا ہو بلکہ انسانوں کے بنائے قوانین کے مقابلہ میں آسمانی قانون کو اپنی قوت استدلال سے اس طرح مبرہن اور غالب ثابت فرمایا ہو کہ ؏

اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری

کی عملی تفسیر دنیا کے سامنے آگئی ہو۔

جس کی کہنی درس گاہ میں نان جویں سے پلنے والے شاہین بچوں نے ؏

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

چودہ سو سال پہلے کی تاریخ کو دہرا کر کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کی دوامی حقیقت کو روز روشن کی طرح ہویدا کر دیا ہو۔

اسی طرح فرزندان دیوبند دارالعلوم دیوبند کے اس جلیل القدر فاضل کو معقولات قدیمہ اور جدیدہ کے لاینحل اور پیچیدہ مسائل کے حل کرنے کے لیے اسی عبد حق کو پیش کر سکتے ہیں جس کا ایک جملہ تا تمام ان مسائل کی تشریح تمام بن سکتی ہے جس کی عمیق فقہی نظر ناصر المفاتی والقضاۃ ہو سکتی ہے جس کی مسند حدیث پر شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی کو ناز ہو ان سب کمالات ظاہریہ و باطنیہ کے باوجود واجعلنی فی عینی صغیرا جس کا طرۂ امتیاز ہو الغرض جس کی زندگی کا عنوان ؏

(بقیہ صفحہ ۱۲۹ پر)

شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب و روز

(افغانستان کے صدر پروفیسر برہان الدین ربانی کی دار العلوم آمد)

آزاد اسلامی افغانستان کے رئیس جناب پروفیسر برہان الدین ربانی اپنے گذشتہ ماہ دورہ پاکستان کے موقع پر دار العلوم حقانیہ کے جہاد افغانستان میں مرکزی کردار کے پیش نظر اس سے تعلق خاطر اور قائد جمعیۃ سے ذاتی مراسم کی بناء پر دار العلوم حقانیہ تشریف لائے، ان کے ہمراہ افغان حکومت کے وزراء مولانا ارسلان رحمانی وزیر مذہبی امور، صدیق اللہ چاکری وزیر اطلاعات، انجینئر احمد شاہ وزیر داخلہ، ڈاکٹر نجیب اللہ وزیر خارجہ بھی تھے ان کی تشریف آوری کی ایک روز پیشگی اطلاع اور دار الحکومت میں افغان قیادت کے مذاکرات کی اہمیت اور دورہ کے التواء کے احتمال کے پیش نظر کسی تشہیر کا اہتمام نہیں کیا گیا مگر اس کے باوجود دار العلوم کے متعلقین طلبہ و اساتذہ، عامۃ المسلمین اور افغان مجاہدین و مہاجرین کا ایک انبوہ کثیر جمع ہوگیا افغان صدر پونے ایک بجے تشریف لائے، قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق، دار العلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے دار العلوم کے گیٹ پر ان کا استقبال کیا طلبہ اور عامۃ المسلمین کی دو رویہ قطاریں دونوں رہنما دار الحدیث پہنچے تو جمعیۃ علماء اسلام کے وفود، معززین شہر اور اخبار نویسوں سے اہم موضوعات سے تبادلہ خیال ہوا۔ دار الحدیث میں حضرت قائد جمعیۃ کے ایماء پر مولانا عبد القیوم حقانی نے جناب ربانی صاحب کی خدمت میں "ماہنامہ الحق کا شیخ الحدیث مولانا عبد الحق نمبر" پیش کیا جس کا پہلا نسخہ آج ہی پریس سے آیا تھا جو ۱۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور جس میں تین سو سے زائد علماء مشائخ، دانشوروں اور مذہبی سکالروں نے حصہ لیا ہے پون گھنٹہ تک دار الحدیث میں نشست کے بعد مولانا سمیع الحق کی معیت میں افغانستان کے سربراہ نے دار العلوم کے دورۂ حدیث کے جدید زیر تعمیر ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھا اور دار العلوم کی ترقی و استحکام کی دعا کی۔ سنگ بنیاد سے فراغت کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبد الحق کے مزار پر حاضری دی اور ایصال ثواب و دعائے مغفرت کی، پھر مولانا سمیع الحق کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے جہاں گھنٹہ ڈیڑھ ان کے ساتھ افغانستان کی تازہ ترین صورتحال اور اتحاد کی مساعی، پیش رفت اور اس سلسلہ کے ممکنہ امکانات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا ان ہی کے مکان پر

پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب بھی کیا۔ وہاں سے فارغ ہوئے تو جامع مسجد دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق کی اقتدار میں نماز ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد مسجد، صحن اور دارالعلوم کے اطراف لوگوں کے جم غفیر سے بھر چکے تھے جامع مسجد دارالعلوم میں جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا تھا، اجلاس کا آغاز قاری صفی اللہ معاویہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا عبدالقیوم حقانی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے دارالعلوم کے پرنسپل قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے مہمانوں کو اپنے خطاب میں خوش آمدید کہا اور جہاد افغانستان کے پس منظر، مستقبل اور موجودہ صورتحال پر مفصل خطاب فرمایا اس کے بعد ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے چیئرمین وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق نے خطاب کیا آخری خطاب آزاد اسلامی افغانستان کے رئیس جناب برہان الدین ربانی کا تھا انہوں نے اپنے خطاب میں جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت و کردار، فضلاء کی قربانیوں، بانی مرحوم اور ان کے جانشین کے کردار کو سراہا۔

○ ۲۳ رمضان المبارک دارالعلوم میں جاری دورۂ تفسیر کی دارالحدیث میں اختتامی تقریب منعقد ہوئی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ نے آخری دو سورتوں کا درس دیا، باقاعدہ داخل شدہ پونے تین سو طلبہ میں سندات تقسیم ہوئیں اس موقع پر دارالعلوم کے بانیین، متعلقین، معاونین، عامۃ المسلمین اور عالم اسلام کے اتحاد اور غلبہ کے لیے دعائیں کی گئیں۔

○ معاہدہ اسلام آباد کے آخری مرحلہ میں پاکستانی سربراہ اور وزراء اور افغان قائدین کے ساتھ دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ بھی سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں انہوں نے سعودی فرمانروا شاہ فہد اور دیگر زعماء کے ساتھ معاہدہ اسلام آباد سے متعلق آخری اور حساس مراحل کی مشاورت میں شرکت کی اور حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت بھی حاصل کی۔ دوسرے روز افغان قائدین کے ہمراہ ایران تشریف لے گئے جہاں صدر رفسنجانی اور دیگر زعماء سے مسئلہ افغانستان پر تبادلہ خیال کیا۔

○ ۶ اپریل، ملک کے معروف اور بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصراللہ، مولانا کوثر نیازی اور جناب منظور احمد گچگی، مولانا سمیع الحق سے ذاتی مراسم کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے حضرت مہتمم مدظلہ کی معیت میں دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کا معائنہ کیا، ملک کے سیاسی اور بدلتے ہوئے حالات پر تبادلہ خیال کیا تین گھنٹے تک مولانا سمیع الحق کے ساتھ رہے مولانا سمیع الحق نے انہیں اپنی قیام گاہ پر ضیافت بھی دی اس موقع پر حضرت مہتمم نے ماہنامہ الحق کے شیخ الحدیث نمبر سمیت موتمر المصنفین کی مختلف مطبوعات بھی ان کی خدمت میں پیش کیں۔

○ حضرت مہتمم مدظلہ کی ذاتی دلچسپی اور بھرپور مساعی سے بحمداللہ دارالعلوم کے سامنے سڑک کے کنارے خالی پلاٹوں پر چمن بندیاں، چار دیواریاں، خاردار بنگلے اور متعلقہ تعمیری کام مکمل ہو چکا ہے چمن بندی کی اس

منصوبہ بندی سے دار العلوم کی رونق دو بالا ہو گئی ہے اس سے سینکڑوں طلبہ کو بیک وقت مختلف چمنوں میں بیٹھ کر، مطالعہ اور بحث و تکرار کی سہولت حاصل رہے گی۔ نیز جمعہ اور جی ٹی روڈ پر وقوع کی وجہ سے ہر وقت نمازیوں کے ہجوم اور کثرت انبوہ کی وجہ سے دار العلوم کی جامع مسجد کو بھی بعض اوقات اپنی تنگ دامنی کی شکایت ہو جایا کرتی تھی، چمن بندی کی موجودہ سکیم سے کافی حد تک اس کا بھی ازالہ ہو گیا ہے۔

- جامع مسجد کے وضو خانہ پر احاطہ یوسفیہ (بیاد حاجی محمد یوسف مرحوم) کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے سال رواں سے اسے باقاعدہ طور پر طلبہ کے لیے بطور ہاسٹل کے کھول دیا گیا ہے۔

- ۲۳ر شوال کو دار العلوم کے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب جامع مسجد دار العلوم منعقد ہوئی، دار العلوم کے مشائخ، اساتذہ کرام، طلبہ اور معززین نے شرکت کی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ نے ترمذی شریف کے درس سے افتتاح کیا دار العلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے نئے آنے والے طلبہ کو سنت نبوی کے مطابق مرحبا کہا اور فضیلت علم، عمل صالح، طالب علم کی حیثیت و مقام اور اجتماعی زندگی کے اصول و ضوابط اور موجودہ حالات میں طلبہ، علماء اور دینی قوتوں کے کردار پر گھنٹہ بھر مفصل خطاب فرمایا جسے اگلی اشاعت میں نذر قارئین کر دیا جائے گا جبکہ اس سے قبل ۱۵ر شوال سے ۲۲ر شوال تک حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کی سربراہی میں اساتذہ اور عملہ کی ٹیم نے شب و روز ایک کر کے جدید و قدیم طلبہ کے داخلہ کے مراحل سرانجام دیتے داخلہ کے متمنی طلبہ کے اژدہام اور کثرت نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ انتظامیہ اور اساتذہ کرام کے فیصلے کے مطابق دورۂ حدیث کے طلبہ کے داخلہ کو امسال ۴۰۰ تک بڑھا دینے کے باوجود بیسیوں طلبہ کو محروم ہونا پڑا۔

- نو آزاد وسطی ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستوں تاجکستان اور ازبکستان و ترکستان سے آنیوالے طلبہ کو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی خصوصی توجہ و ہدایت پر جگہ کی قلت کے باوجود خصوصیت سے تعلیم القرآن ہائی سکول کی جدید بالائی منزل بطور ہاسٹل کے متعین کر دی گئی ہے ان کے لیے ان ہی کی زبان میں اسباق اور اساتذہ کے تقرر سمیت جملہ متعلقہ انتظامی امور پر بھی خصوصیت سے توجہ دی جا رہی ہے۔

- ۱۶ر اپریل حکومت ہرات افغانستان کے رئیس نے مولانا سمیع الحق کو افغانستان کے جشن آزادی کی تقریبات میں شرکت کی دعوت دی مگر مولانا دار العلوم کے نئے تعلیمی سال اور ملک کے بدلتے ہوئے سیاسی حالات کی اہمیت کے پیش نظر خود شرکت نہ کر سکے نیابۃً مولانا انوار الحق کی قیادت میں دار العلوم کے اساتذہ پر مشتمل ایک وفد بطور نمائندہ کے جشن آزادی کی تقریبات میں شرکت کے لیے روانہ ہو گیا ہے حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب لاہور، مولانا مفتی غلام الرحمٰن اور مولانا سید محمد یوسف شاہ بھی وفد میں شریک ہیں۔

شذرات — مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر

یورپ میں مقیم مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ

انبیاء کی گستاخی اور قادیانی گروہ، قومی خزانے کا ضیاع

برطانوی اور فارن بائبل سوسائٹی اینڈ چرچز کی ایک سروے رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ عیسائیت کا مذہب اختیار کرنے والے تمام غیر مذاہب کے لوگ عیسائیت کے بعض پرانے عقائد کی مخالفت کے باوجود اپنی عیسائی بیوی اور گرل فرینڈ کے اصرار پر عیسائیت کی طرف راغب ہو رہے ہیں رپورٹ کے مطابق گزشتہ ایک سال کے دوران عیسائی مذہب قبول کرنے والے ۵۱۱ اشخاص کے بیان کے مطابق یہ لوگ اپنی محبوبہ اور بیوی کے بار بار اکسانے اور بعض غلط فہمیوں کے ازالہ اور چار سال کی رفاقت کے بعد اپنا مذہب ترک کرکے خاموشی کے ساتھ گرجا گھر جا کر عیسائیت قبول کر چکے ہیں اس کے علاوہ گناہوں کے بدلے معافی کے عقیدے نے بھی غیر مذاہب کے لوگوں کو عیسائیت کے فرقہ میں شامل ہونے کی ترغیب دی ہے۔

(جنگ ۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

مذکورہ بالا خبر برطانیہ اور یورپ میں رہنے والے مسلمانوں بالخصوص وہ نوجوان جو عیسائی اور انگریز محبوبہ کی زلف کا اسیر ہو چکا ہے یا پھر وہ احباب جن کے گھروں میں شریک حیات ابھی تک عیسائیت کے دامن سے وابستہ ہے کے لیے ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے یوں تو صلیبی قوتوں کے مذہبی رہنما اسلام کو ایک نظر دیکھنا پسند نہیں کرتے اور مسلمانوں کو عقائد اسلامیہ سے بیگانہ کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے جاتے ہیں، شکوک و شبہات کے زہریلے کانٹے ان کے دل و دماغ میں چبھو دیئے جاتے ہیں تاکہ مسلمان نوجوان ایمان اور کفر کے درمیان تمیز ختم کر دے۔

عیسائیت کا اختیار کرنا یا نہ کرنا یہ بعد کا مرحلہ ہوتا ہے پہلے مرحلے میں انہیں اسلامی عقائد و اعمال سے بے گانہ کیا جاتا ہے اور پھر انہیں عیسائیت کے دام تزویر میں گرفتار کر لیا جاتا ہے قارئین نے پچھلے شماروں میں چرچ آف انگلینڈ کا ایک منصوبہ پڑھا ہوگا جس میں یہ طے پایا تھا کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانا الحمدللہ میں

شامل ہے اور دوسری اقوام کو بھی عیسائیت میں لانا ہوگا۔ (جنگ ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء) اور اب مذکورہ خبر سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسلمان نوجوانوں اور مسلمان گھرانوں میں عیسائیت کا حملہ تیز سے تیز تر ہوچکا ہے۔ محبوبہ کی فرمائش، محبوبہ کی رہائش، محبوبہ کے توسط سے یورپ میں مستقل قیام، حقیقت میں مسلمانوں کے ایمان وعقائد کا سودا ہوتا ہے اور عشق ومحبت کا بھوت یا یورپ میں مستقل قیام اور دولت کی ہوس یہ سب کچھ کرادیتی ہے۔

عیسائی مشنریوں اور مبلغوں کا کثرت سے آنا جانا ہوتا ہے اور وقت آتا ہے کہ وہ سب کچھ بھول کر عیسائیت اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے اگر سالوں بعد بھی ہوش آتا ہے تو اس وقت ہاتھ میں کچھ نہیں بچتا نہ بیوی باغیرت رہتی ہے اور نہ اولاد مسلمان بن سکتی ہے اور یہ سب کچھ محض سفید چمڑی کا عشق یا مستقل قیام کی خواہش کا نتیجہ ہے جو وہ دیکھ رہا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

علامہ محمد اقبال مرحوم نے مسلمان نوجوانوں کی اس ذہنی کشمکش کے موضوع پر ہم یورپ میں رہنے والے تمام مسلمانوں بالخصوص ان احباب سے جن کے گھرانوں میں عیسائی خواتین شریک حیات کے طور پر موجود ہیں یہ گذارش کریں گے کہ خدارا اپنے عقائد وایمان اسکی اصلاح اور حفاظت کے لیے فوری طور پر کوئی موثر قدم اٹھائیں۔ عقائد واعمال کے ذریعہ یہ واضح کردیا جائے کہ ہم کسی قیمت پر بھی اپنے ایمان کا سودا کرنے کے لیے تیار نہیں اور نہایت ہی تحمل کے ساتھ ان عیسائی خواتین کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے عقائد اسلامیہ سے واقف کرایا جائے اور اس بات کی بھرپور جدوجہد کی جائے کہ آپ کے گھر میں مقیم عیسائی بیوی اسلامی تعلیم سے متاثر ہوکر برضا ورغبت اسلام قبول کرلیں تاکہ آنے والی نسل کا بھی دین وایمان محفوظ رہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس سلسلے میں ذرہ بھر بھی کوتاہی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا گیا۔ دولت وثروت کے حصول میں ان اہم مسائل سے صرف نظر کرلی گئی تو یاد رکھئے اس کا انجام انتہائی عبرتناک ہوگا۔ نہ بیوی آپ کی رہے گی نہ آپ کے بچے آپ کو باپ تسلیم کریں گے بلکہ آپ کو اپنا ایمان خطرہ میں نظر آنے لگ جائے گا (اس قسم کے کئی واقعات سامنے آبھی چکے ہیں) اسی طرح۔

یورپ اور برطانیہ میں مقیم علماء کرام اور مبلغین کے لیے بھی یہ خبر ایک لمحہ فکریہ ہے انہیں بھی اپنے گرد وپیش ہونے والے حالات وواقعات پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے اور جن گھرانوں میں اس قسم کے مسائل پیدا ہوچکے ہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس گھر کی عیسائی خاتون اسلام کی پناہ میں آجائے اس کے لیے چھوٹے چھوٹے لٹریچر فراہم کئے جائیں اور اس کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے تاکہ اس گھر میں اسلام کا بول بالا ہو اور اعدائے اسلام کا منہ کالا ہو۔

انبیاء کی گستاخی اور قادیانی گروہ

قادیانی گروہ کے پریس سیکرٹری مسٹر رشید چوہدری نے برطانوی ٹی وی پر دکھائی گئی ایک فلم کے متعلق کہا کہ "کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ انبیاء جیسی ذیشان ہستیوں کو مضحکہ خیز انداز میں پیش کر دیں ان کے خلاف شوخیوں سے کام لیں اور گستاخیوں میں حد سے بڑھ جائیں ایسی بے باکی کسی بھی معاشرے میں کسی بھی ہوش مند انسان کو زیب نہیں دیتی للذا ہمیں اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہیے اور ایسے پروگراموں کی خدمت کرنی چاہیئے۔"

(جنگ لندن ۲۲ اکتوبر ۹۲ء)

قادیانی جماعت کے پریس سیکرٹری اور مرزا طاہر کے خصوصی معاون کا یہ بیان بتا رہا ہے کہ ان کے عقیدے میں سیدنا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین وگستاخی بری ہے اور توہین انبیاء کا مرتکب بہت بڑا مجرم ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بیان محض جھوٹ ہے اس لیے کہ قادیانی جماعت کے پیشوا مرزا غلام قادیانی نے سیدنا حضرۃ عیسٰی علیہ السلام کی شان پاک میں نہایت ہی بدزبانی اور دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کرکے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے اور آپ علیہ السلام کے دامن تقدس وعصمت پر ایسی ناپاک گالیاں اور بدترین گندگی اپنی زبان وقلم سے اچھالی ہیں کہ جس کے اظہار سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک عام مسلمان کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا ہے۔ ذیل میں مرزا غلام قادیانی کی چند بکواسات وہفوات ملاحظہ کیجیے اور اس سے اندازہ لگائیے کہ مظلومیت ومعصومیت کا ڈھونگ رچانے والے اس گروہ نے ظلم وستم کی کتنی حدیں توڑ دیں ہیں اور پیغمبر بننے کے شوق میں کن کن جلیل المرتبت ہستیوں کی توہین وگستاخی کا ارتکاب کیا ہے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

۱ ۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسٰیؑ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح ص۶۵ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص۷۱ لندن)

۲ ۔ یہی گستاخ ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے۔

(چشمہ مسیحی ص۱۸ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص۳۴۶ مطبوعہ لندن)

۳ ۔ اسی گستاخ اور بدزبان کی تیسری عبارت دیکھیے۔

ہائے کس کے سامنے یہ ماتم کریں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔ (ضمیمہ نزول المسیح ص۱۴ روحانی خزائن م۱۹ ص۱۲۱) افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں اس کی نظیر کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ (ایضاً ص۳۱ ر۱۹ ص۱۳۵)

مرزا غلام قادیانی کی دیگر تالیفات میں بھی اس قسم کی گستاخانہ عبارتیں موجود ہیں۔ کیا قادیانی پیشوا مرزا طاہر اور اس کے معاون ان عبارتوں سے لاعلم ہیں یا انہوں نے ان گستاخانہ عبارات سے برآت کا اظہار کر دیا ہے؟ اگر اب بھی وہ مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا اور دیگر عبارات پر قطعی یقین رکھتے ہیں تو پھر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جنگ لندن میں شائع شدہ بیان خالص جھوٹ اور دروغ بیانی ہے اور یہ گروہ بھی حضرت عیسیٰؑ کی گستاخی میں اسی طرح کا برابر شریک ہے جو یہودی اور عیسائی کرتے رہتے ہیں۔

پیش نظر رہنا چاہیئے کہ بعض اوقات قادیانی مبلغین ان عبارات سے پریشان ہو کر یہ عذر لنگ تراشنا شروع کر دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے یہ تمام ہفوات اس عیسیٰؑ کے لیے ہیں جو عیسائی مانتے ہیں مگر ان کا یہ عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔

مرزا غلام قادیانی کی مذکورہ عبارات پھر سے دیکھ لیجئے "حضرت عیسیٰ علیہ السلام" کے الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ اس سے مراد کون ہے؟ علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے توضیح مرام، تحفہ قیصریہ اور ضمیمہ براہین احمدیہ وغیرہ میں اسکی تصریح کر دی ہے کہ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

سو قادیانیوں کی یہ تاویل ایک مغالطہ اور دجل ہی ہے حق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے توہین انبیاء کا ارتکاب کیا ہے اور یہ کفر صریح ہے۔ کیا قادیانی پریس سیکرٹری ان عبارات کی مذمت میں جرات کر سکتا ہے اگر نہیں تو پھر بقول آپ کے یہ سراسر پاگل پن ہے ہوش مندی کی بات نہیں۔

قومی خزانے کا ضیاع

وزارت خارجہ نے سال رواں کے دوران پاکستان کے دورے پر آنے والے غیر ملکی سربراہوں کو جو قیمتی تحائف پیش کیے ہیں ان پر قومی خزانے سے ۸۰ لاکھ روپے صرف ہوئے ان قیمتی تحائف میں صرف آموں کے تحفے دینے پر ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ ہوئے جو ایک غیر ملکی وفد کو پیش کیے گئے۔ دوسرے تحائف میں ہاتھ کے بنے ہوئے قالین پیش کیے گئے جن کی خاص بات یہ ہے کہ وہ اسلام آباد کی انتہائی مہنگی مارکیٹ سے خریدے گئے تھے جبکہ اسی معیار کے قالین ملک کے تمام حصوں میں باسانی سستی قیمت پر دستیاب ہیں سرکاری خزانے سے ہونے والی اس شاہ خرچی کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ یہ بھی ہے کہ ایک عرب حکمران کے دورہ کے موقع پر ہونے والی صرف ایک ضیافت پر ۱۲ لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ

کی گئی۔ (جنگ لندن ۲۶ر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

روزنامہ جنگ لندن کی مذکورہ بالا خبر کی سرخی پڑھ کر ہم نے گمان کیا تھا کہ غیر ملکی سربراہوں کی یہ خاطر تواضع وزراء کرام نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے کی ہوگی مگر جب ہم نے پوری خبر پڑھی تو پتہ چلا کہ یہ شاندار خاطر تواضع ان کی اپنی رقم سے نہیں تھی بلکہ قومی خزانے کی تھی جسے ان وزراء نے مال مفت دل بے رحم۔ اور حلوائی کی دکان میں دادا جی کا فاتحہ سمجھ کر بے دریغ خرچ کیا۔ ممکن ہے کہ ان کو یہ پتہ ہو کہ اس وقت قومی خزانہ لبریز ہے جس پر کسی کی بھی نظر کرم پڑ سکتی ہے اس لیے یہ کار خیر ہم ہی انجام دے لیں تو شاید قوم کا مزید نقصان نہ ہو۔

پھر یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ غیر ملکی سربراہ کوئی غریب، مفلس اور فقیر تو نہ تھے اور نہ انہوں نے آموں، قیمتی قالینوں اور دوسرے قیمتی تحائف کا مطالبہ کیا تھا، اور نہ ہی آپ کے قیمتی تحائف نہ دینے پر ملکی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق تھا اور کون نہیں جانتا کہ یہ سربراہان مملکت شاہ خرچیوں اور عیاشیوں کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے پاس ہر قسم کے تحائف پہلے ہی موجود ہوتے ہیں۔ ان حالات میں وزارت خزانہ کے رہنماؤں نے قومی دولت کا جو ضیاع کیا ہے وہ حد درجہ لائق مذمت ہے۔

اخبار کی رپورٹ ہی کے مطابق ایک عرب حکمراں کی دعوت پر صرف ۱۲ر لاکھ روپے قومی خزانے سے نکلے ہم سمجھتے ہیں کہ اس عرب حکمران نے اس بارہ لاکھ میں ۱۲ روپیہ کا بھی کھانا نہ کھایا ہوگا اور نہ ہی ۱۲ر گلاس شربت کے پیئے ہوں گے اور نہ ہی ۱۲ چمچے (SWEETS) کے لیے ہوں گے البتہ یہ بات تو اپنی جگہ یقینی ہی ہے کہ یہ ۱۲ر لاکھ چمچوں کی نذر ہوگئے ہیں۔ ہے کوئی جو اس عقدہ کو حل کر دے۔

کاش کہ یہ وزراء کرام ان غیر ملکی سربراہوں پر اتنی قومی دولت ضائع نہ کرتے بلکہ مناسب انداز میں ان کی خاطر تواضع کر لی جاتی۔ خود وزراء اپنے اپنے گھروں میں ان کی دعوت کر لیتے تو اتنی بڑی قومی دولت ضائع نہ ہوتی اور اگر قیمتی تحائف دینے کا شوق ہی چرایا تھا تو ان حکمرانوں کو وہ تحفہ دیا جاتا جس سے ان کی روحانیت میں اضافہ ہو۔ غیر مسلم حکمرانوں کو اسلامی کتابوں کا ذخیرہ دیا جاتا۔ انہیں مطالعہ کرنے کی تلقین کی جاتی۔ ان کے شکوک و شبہات مناسب انداز میں دور کیے جاتے، جس سے ان کا دل اسلام اور مسلمانوں کے قریب آتا اور یہ ہی سب سے قیمتی تحفہ دین دنیا میں قرار پاتا۔
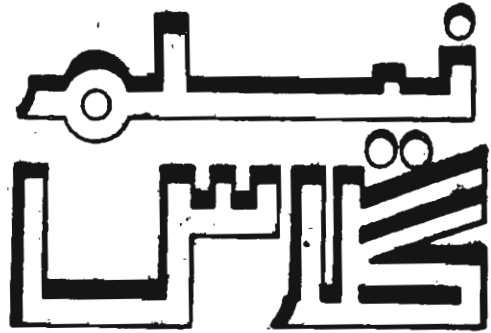
محمد الیاس الاعظمی ایم اے، مدرس مدرسہ اسلامیہ
جمیعۃ القریش اعظم گڑھ

امام ابوالحسن علی کسائی (متوفی ۱۸۹ھ/۸۰۵ء)

امام ابوالحسن علی کسائی تبع تابعین میں سے ہیں نحو اور لغت و عربیت اور خاص طور پر قرات میں ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ وہ ان کے امام کہلاتے ہیں قراء سبعہ کے یہ سب سے آخری یعنی ساتویں قاری ہیں یہ جب تک زندہ رہے قرآن پاک کی خدمت کی۔ ان سے بے شمار طالبان علم نبوی نے اپنی علمی و دینی پیاس بجھائی اس لئے ان کی زندگی کے حالات و واقعات اور مختلف النوع خصوصیات و امتیازات کو قدرے تفصیل سے قلمبند کیا جاتا ہے۔

نام و نسب: علی نام، ابوالحسن کنیت، کسائی لقب و نسبت اور شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

سیدنا ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن قیس (بہمن) بن فیروز اسدی کوفی نحوی کسائی۔

نسبتیں: امام ابوالحسن علی کسائی، کسائی اسدی، نحوی اور کوفی کی نسبتوں سے مشہور ہیں۔ کسائی سے مشہور ہونے کی چار وجہیں بیان کی گئی ہیں۔

1۔ عالم جوانی میں کمبل کی تجارت کرتے تھے اور کمبل کو عربی زبان میں کسا کہتے ہیں چنانچہ کسا کی خرید و فروخت کی بنا پر کسائی سے مشہور ہو گئے۔

2۔ حج بیت اللہ شریف میں احرام کسا یعنی کمبل کا باندھا تھا اس لئے کسائی سے مشہور ہوئے علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

و اما علی فالکسائی نعتہ لما کان فی الاحرام فیہ تسربلا

ترجمہ: امام ابوالحسن علی کسائی جو ہیں ان کی صفت کسائی ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے وقت احرام میں کمبل پہنا تھا۔

عبدالرحمن بن موسی کہتے ہیں کہ میں نے کسائی سے پوچھا کہ آپ کو کسائی کیوں کہا جانے لگا تو انہوں نے فرمایا **لانی احرمت فی کسائیں** نے احرام کمبل میں باندھا تھا۔

3۔ وہ امام حمزہ کے شاگرد ہیں ان کے درس میں کسا یعنی کمبل اوڑھ کر بیٹھے تھے امام حمزہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کمبل والے کو میرے پاس لاؤ، امام ہوازی کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اشبہ بالصواب یہی ہے۔

4۔ کسائی جہاں مقیم تھے اس جگہ کا نام کسا تھا اس لئے کسائی کے نام سے مشہور ہوئے ۔ مولانا اسحاق صاحب لکھتے ہیں ۔

"انہیں کسائی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص قسم کے لباس اور حلہ سے آراستہ و پیراستہ رہتے تھے .... ایک قول یہ ہے کہ جس گاؤں کے رہنے والے تھے اس کا نام کسا تھا اس لئے کسائی کہلائے۔

ان دونوں وجھوں کو لکھنے کے بعد مولانا اسحاق صاحب نے لکھا ہے کہ پہلی توجیہہ زیادہ صحیح ہے .علامہ ابن القاصح بغدادی تحریر فرماتے ہیں ۔

قيل له الكسائي من اجل انه احرم في كساء

ان کو کسائی اس لئے کہا جاتا کہ انہوں نے ایک چادر میں احرام باندھا تھا۔

اسدی کوفی نحوی اس بنا پر کہے جاتے ہیں کہ بنو اسد کے آزاد کردہ غلام کوفہ کے رہنے والے اور فن نحو کے امام بلکہ اس فن کے بانی تھے ۔

ولادت و وطن : امام ابوالحسن علی کسائی کی ولادت 119ھ میں بزمانہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک اموی کوفہ میں ہوئی اور یہیں پرورش و پرداخت بھی ہوئی ۔ اصلا فارسی النسل سواد عراق کے باشندے اور امام محمد بن حسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی تھے ۔

تحصیل علم : کوفہ میں امام حمزہ الزیات کوفی سے قرات قرآن کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں علم نحو کے حصول میں سرگرداں ہوئے تو کوفہ میں ابو جعفر رواسی سے' بصرہ میں امام نحو خلیل بن احمد اور معاذ بن الہراء سے اس علم کی تحصیل و تکمیل کی امام حمزہ سے چار مرتبہ قرآن کریم کی قرات کی اور قرات قرآن کریم میں ایک طرز خاص کے موجد ہوئے اور قراء سبعہ میں شمار ہوا بعد ازاں نحو اور قرات دونوں میں بڑا کمال پیدا کیا ۔

اساتذہ و شیوخ : امام ابوالحسن علی کسائی کو جن حضرات سے شرف تلمذ حاصل تھا ان کا شمار وقت کے مشاہیر میں ہوتا ہے امام حمزہ الزیات کوفی (قراء سبعہ میں چھٹے قاری) ان کے شیخ ہیں ۔ کسائی نے ان سے قرات سیکھی مذاکرہ کیا وہ کسائی پر مکمل اعتبار کرتے تھے اور اپنے درس میں شریک لوگوں سے فرماتے تھے کہ اس صاحب حلہ و لباس کی طرف رجوع کرو اور ان سے پوچھو ۔ امام حمزہ کوفی کی وفات کے بعد کوفہ میں قرات قرآن کی امامت و پیشوائی انہیں کو حاصل ہوئی' علامہ دانی کا بیان ہے کہ امام کسائی کی قرات کا ماخذ و سرچشمہ امام حمزہ کی قرات ہے ۔

ان کے معلوم و مشہور اساتذہ و شیوخ مندرجہ ذیل ہیں :

شیوخ قرات : امام حمزہ کوفی ، قاضی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری، عیسی بن عمر حمدانی، اعمش ، ابوبکر بن عیاش الاسدی ، طلحہ بن مصرف ، اسماعیل بن جعفر انصاری، زائدہ بن قدامہ اور امام اعظم ابو حنیفہ ۔

شیوخ حدیث : امام ابوالحسن علی کسائی نے حدیث پاک کا بھی سماع کیا تھا اس سلسلہ میں جن سے شرف تلمذ حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔

امام سفیان بن عینیہ ، سلیمان بن راقم، امام جعفر الصادق، اور العزری وغیرہ ۔

شیوخ نحو : امام نحو خلیل بن احمد نحوی ، ابو جعفر رواسی اور معاذ بن الھراء وغیرہ ۔

سلسلہ قرات : امام ابوالحسن علی کسائی نے امام حمزہ الزیات کوفی کے علاوہ عیسی بن عمر، طلحہ بن مصرف سے بھی سند لی جن کا سلسلہ ابراہیم نخعی ، علقمہ بن قیس اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے واسطوں سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ۔

تلامذہ : امام ابوالحسن علی کسائی کے تلامذہ نامور ائمہ اور خلیفہ بھی شامل ہیں خلیفہ ہارون رشید ان کے شاگرد تھے ۔ خلیفہ کے صاحبزادوں امین اور مامون کو بھی انہوں نے علوم قرآنیہ کی تعلیم دی تھی ۔ ان کے علاوہ بغداد میں ان کا فیض عام تھا ان کے جن نامور تلامذہ کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں ۔

ابوالحارث لیث بن خالد، ابو عمر حفص دوری، نصیر بن یوسف، قتیبہ بن مہران، احمد بن سریح، ابوعبید القاسم بن سلمان ، یحیی بن زیاد الفراء ، خلف بن ہشام ، یحیی بن معین وغیرہ ۔

کسائی کے اول الذکر دونوں شاگردوں سے کسائی کی قرات کی اشاعت و ترویج ہوئی ۔

قرات میں درجہ و مرتبہ : فن قرات میں قدر و منزلت کے اعتبار سے وہ امام القراء تھے ابن معین کا بیان ہے کہ مین نے اپنی آنکھوں سے امام کسائی سے زیادہ عمدہ پڑھنے والا نہیں دیکھا ۔ ابن الانباری کا بیان ہے کہ "قرات ،عربی ادب اور لغت میں اعلم الناس تھے ۔ علامہ سیوطی نے امام ابن حجر مکی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابو عمر اور کسائی کی قرات سب قراتوں سے زیادہ فصیح ہے صاحب تہذیب کا بیان ہے کہ کسائی بغداد میں علم قرات و تجوید کے امام تھے "۔

امامت و مرجعیت : امام ابوالحسن علی کسائی کی شخصیت اپنے گوناگوں امتیازات و کمالات کی بنا پر مرجع خلائق بن گئی تھی ۔ کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے اور ایک جم غفیر ان سے اخذ قرات قران کیا کرتا تھا اپنے استاذ امام حمزہ الزیات کوفی کی وفات کے بعد مسند کوفہ پر متمکن ہوئے امام

القراء اور امام النحو کے القابات سے نوازے گئے۔

ابن مجاہد کا بیان ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں قرات میں لوگوں کے امام تھے۔ ابوطیب لغوی کا بیان ہے کہ :

"کسائی اہل کوفہ کے عالم اور ان کے امام تھے اہل علم کا مرجع اور ان کے مصلح تھے"

قرات اور نحو: تذکرہ نگاروں نے نحو اور قرات کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے۔ قرن اول میں ہر قاری نحوی ہوتا تھا در حقیقت قراتوں کے اختلافات ہی نے قاریوں کے اندر یہ جذبہ و حوصلہ پیدا کیا کہ وہ نحو کے اصول و ضوابط منضبط کریں تاکہ قراء کرام قرآن پاک کی تلاوت میں کلمات قرآن اصلیت محل اور اعراب سمجھ سکیں۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ بصرہ کے وہ تمام نحوی جو ابن اسحق کے بعد کے ہیں ان سب کا تعلق قراء سے تھا یعنی وہ قاری تھے۔ قراء سبعہ کے اکثر قاری نحوی ہیں مثلاً کسائی کے علاوہ ابو عمر زبان بن العلا امام حمزہ الزیات کوفی، امام عاصم کوفی وغیرہ

قراء سبعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے قراء نحوی تھے جیسے ابن ابی اسحاق حضرمی، عیسی بن عمر، خلیل بن احمد، یونس بن حبیب وغیرہ یہ سب قراء تھے سیبویہ بھی قراتوں کے ماہر تھے۔ اپنی تصنیف الکتاب میں وہ اکثر قراتوں سے بحث و تعرض کرتے ہیں۔

نحو سے دلچسپی کی ابتداء: امام ابوالحسن علی کسائی کی نحو سے رغبت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے کسائی کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ امام کسائی ایک مرتبہ طویل سفر کے بعد اپنے حلقہ احباب میں پہنچے جس میں فضل بھی تھے اور یہ اکثر یہاں بیٹھا کرتے تھے اہل مجلس کے دریافت کرنے پر انہوں نے اپنی تکان کو ان الفاظ میں بیان کیا: "اعییت" اس پر فضل نے کہا تم ہمارے ساتھ رہتے ہوئے بھی اس طرح کی غلطی کرتے ہو کسائی نے کہا کہ میں نے کون سی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ تم سفر کی وجہ سے تھک جانے کو اعییت کے بجائے اعییت، تخفیف سے تعبیر کرنا چاہئے علییت اس وقت بولتے ہیں جب انسان کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور بالکل عاجز و بے بس ہو۔ اس واقعہ سے کسائی نے بڑی خجالت محسوس کی اور ان پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ اسی وقت وہ علم نحو حاصل کرنے کے لئے کمر بستہ ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کا سب سے بڑا ماہر شخص کون ہے۔ لوگوں نے معاذ بن الہراء کا نام بتایا چنانچہ کسائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکمل استفادہ کیا اس کے بعد بصرہ گئے اور خلیل بن احمد سے خصوصی استفادہ کیا ان کے درس میں بیٹھے تو ایک اعرابی نے کہا۔

ترکت اسدا و تمیما و عندھما	تم بنو اسد اور بنو تمیم کو چھوڑ کر بصرہ آئے ہو۔
الفصاحته و جئت الی البصرة	حالانکہ ان کے پاس فصاحت تھی۔

مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں۔

اسی زمانہ میں امام کسائی جب ایک روز کسی گلی سے گذر رہے تھے تو ایک بدوی نے ان پر طعن کیا کہ تم لوگ کان ادب بنو تمیم اور بنو اسد کو چھوڑ کر عربیت حاصل کرنے بصرہ آئے ہو بھلا یہاں کتنا ادب حاصل کر سکو گے؟ یہ چبھتا ہوا فقرہ امام کسائی کے دل میں اتر گیا اور اپنے استاذ علامہ خلیل بصری سے کسی موقع پر انہوں نے دریافت کیا حضرت آپ نے فن ادب کہاں سے سیکھا؟ استاذ نے جواب دیا حجاز، تہامہ، اور نجد کے جنگلوں میں۔ بس پھر کیا ہوا کسائی کے سر میں ایک تازہ سودا پیدا ہوا، عشق کی موجیں مچلنے لگیں شہر چھوڑ دیا صحراؤں اور جنگلوں کی راہ لی قبیلہ در قبیلہ پھرتے رہے اور اتنے پھرے اور اس قدر اسفار کئے کہ فن ادب کا کوئی پہلو ان سے پوشیدہ نہ رہا۔ حتی کہ اس فن کے امام بن گئے جس کے نہ جاننے سے شرمندہ ہونا پڑا تھا۔ آج اس کے ایک ایک پہلو سے انہیں عزتیں اور رفعتیں مل رہی ہیں۔ (ارباب علم وکمال اور پیشۂ رزق حلال) ص۱۵۲

امام کسائی جب نجد و تہامہ اور حجاز سے واپس ہوئے تو حفظ کی ہوئی چیزوں کے علاوہ دیہاتیوں کے اقوال و محاورات لکھنے پر روشنائی کی پندرہ بوتلیں صرف کر چکے تھے۔ صاحب المدارس النحویہ کا بیان ہے کہ:

انہ خرج الی نجد و تهامہ و الحجاز و رجع و قد انفذ خمس عشرہ قنینہ حبر فی الکتابتہ عن العرب سوی ما حفظ

کسائی نے نجد تہامہ اور حجاز کا سفر کیا عربوں کی روایت لکھنے میں پندرہ شیشی روشنائی صرف کی علاوہ ازیں بہت سی چیزوں کو اپنے میں محفوظ کر لیا۔

عربی قبائل سے تحصیل علم کے بعد پھر بصرہ تشریف لائے تو خلیل بن احمد کی وفات ہو چکی تھی ان کی مسند درس پر ان کے شاگرد یونس بن حبیب بصری نحوی تشریف فرما تھے۔ امام کسائی نے بہت سے مسائل میں ان سے گفتگو کی تو انہوں نے کسائی کی تصدیق کی اور اپنی جگہ پر امام کسائی کو بٹھایا اور پھر یہیں انہوں نے مستقل اقامت اختیار کر لی۔

نحوی اسکول : علم نحو کے تین مراکز تھے جنہیں اسکول سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اولیت بصری اسکول کو حاصل ہے اس کے بعد کوفہ اور بغداد کے مراکز کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان نحوی مراکز سے وابستہ علماء نے بڑی محنت کی اور فن نحو کو بڑی وسعت و ہمہ گیری بخشی۔ ان میں سر فہرست بصرہ میں سیبویہ، کوفہ میں کسائی اور بغداد میں ابن کیسان تھے کوفی اسکول کی ابتداء کسائی کے استاذ ابو جعفر رواسی اور معاذ بن

البراء سے ہوتی ہے مگر کسائی کی محنت و مشقت نے ان کو کوفی اسکول کا بانی قرار دینے کا جواز فراہم کر دیا در اصل کوفی نحو کی ابتداء باقاعدہ اور منظم طریقے سے کسائی اور ان کے شاگرد فراء سے ہوتی ہے۔ انہیں دونوں نے اس کے مقدمات ترتیب دیئے اصول و ضوابط منضبط اور خطوط بتائے اور اپنی نجی صلاحیتوں کی بنا پر کوفی اسکول کو ایک مستقل نظریہ دیا۔

نحوی مراکز کے درمیان چپقلش، معرکہ آرائی اور ایک دوسرے پر تنقید و اعتراضات بھی ہوتے تھے۔ اس سلسلہ میں ابن الانباری نے دونوں کے اختلافات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بھی لکھی تھی۔ چونکہ امام کسائی اور ان کے ہم خیال نحویوں کا رویہ فراخدلانہ اور وسعت پسندانہ تھا وہ صرف فصحائے عرب ہی سے اشعار و امثال لینے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ اِن عربوں سے بھی روایت کرتے تھے جو شہروں میں رہتے تھے جب کہ اہل بصرہ ان سے سند لینے کو پسند نہیں کرتے تھے اس میں وہ متشدد تھے اور اسی بنا پر امام کسائی کو اپنی تنقیدوں کا ہدف بناتے تھے جیسا کہ اس قول سے ظاہر ہے:

انه كان يسمع الشاذ الذى لا يجوزمن الخطا و اللحن و شعر غير اهل فصاحته و الضروره ليجعل ذالک اصلا و يقيس عليه حتى افسد النحو:

شاذ اور غلط روایتوں کو قبول کرتا تھا اور غیر اہل فصاحت کے اشعار نقل کرتا تھا اور اس کو اصل بنا کر اس پر قیاس کرتا تھا یہاں تک کہ نحو کو ہی خراب کر دیا۔

حالانکہ ابتداء میں اشعار و امثال اور اقوال و محاورات ہی سے کام لیا جاتا تھا اس کے باوجود ابن خلکان کا یہ قول حیرت انگیز ہے کہ:

"اس کو شعر میں کوئی مہارت حاصل نہیں تھی مشہور مقولہ ہے کہ علمائے نحو میں کسائی سے زیادہ شعر سے ناواقف کوئی نہیں ہے"۔

مناظرے: اوپر گذر چکا ہے کہ کسائی نے خلیفہ ہارون رشید کے بیٹے امین و مامون کی اتالیقی میں خلیفہ ہارون رشید کے وزیر اعظم یحیی بن خالد نے کسائی اور سیبویہ کو اکٹھا کیا امام کسائی کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ میں ایک روز کسائی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو کسائی نے فرمایا:

یہ بادشاہ یحیی ابن خالد مجھے بلاتا ہے کہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے اگر میں اس کا جواب دینے میں دیر کروں گا تو مجھ پر اس کا عتاب ہو گا اور اگر عجلت سے جواب دوں تو مجھے غلطی کا خطرہ ہے"

انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ جو کچھ پوچھے آپ کا اس کا جواب دیجئے آپ تو کسائی ہیں کسائی نے اپنی زبان پکڑلی اور کہا اللہ تو اس زبان کو کاٹ اگر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔

واضح رہے کہ سیبویہ ماہر قرات و نحو اور بصری اسکول کے نمائندہ تھے بالاخر دونوں میں مناظرہ ہوا کسائی نے سیبویہ سے دریافت کیا کہ **کنت اظن ان العقرب اشد لسعۃ من الزنبور فاذا ھو ایاھا**" میں فصاحت کس میں ہے سیبویہ نے جواب دیا آخری جملے میں ایاھا کی منصوب ضمیر لانا جائز نہیں ہے صحیح یہ ہے "فاذا ھو ھی" کسائی نے فرمایا عربوں میں دونوں رائج ہیں بات آگے بڑھی تو ایک فصیح اللہجہ عرب دیہاتی کو حکم مقرر کیا گیا اس نے سیبویہ کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا لیکن چونکہ کسائی امین کے اتالیق اور کوفہ کے رہنے والے تھے اس لئے ان کے طرفداروں کو کسائی کی پسپائی گوارا نہ ہوئی اس لئے سیبویہ نے دل برداشتہ اور ملول خاطر ہو کر بغداد کو خیر باد کہہ کر بیضاء کے لئے رخت سفر باندھ لیا اور بقیہ زندگی بیضاء میں گوشہ نشینی میں گذار دی۔

لیکن اس مناظرے کی مکمل روداد دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کہا جا سکتا کہ کون حق پر تھا غیرواضح اور مبہم ہونے کی وجہ سے یہ واقعہ محل نظر ہے۔

فراء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے میری تعریف کی اور کہا کہ آپ کسائی کے پاس کیوں جاتے ہیں آپ تو علم نحو میں انہیں کی طرح ہیں چنانچہ مجھے اس کا زعم پیدا ہوا اور میں نے کسائی سے مناظرہ کیا اور کچھ سوالات کئے تو معلوم ہوا کہ میری حیثیت ایک چڑیا کی سی ہے جو سمندر میں پانی پی رہی ہو۔

نحو میں کمال و امتیاز: امام ابوالحسن علی کسائی کی جلالت شان اور علو مرتبت کا اندازہ علامہ ابن الانباری (م 328ھ) کے اس قول سے ہوتا ہے کہ "امام کسائی علم نحو کے ماہر اور عربی میں بے نظیر تھے ان پر نحو اور فن قرات دونوں ہی چیزیں منتہی ہوتی ہیں۔ حرملہ ابن یحییٰ تجیبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی سے کہتے ہوئے سنا کہ جسے علم نحو میں مہارت حاصل کرنی ہو وہ کسائی کا محتاج ہے۔

خلیفہ سے تعلق: امام ابوالحسن علی کسائی نے خلیفہ ہارون رشید اور اس کے لڑکے امین کو پڑھایا تھا اس لئے خلیفہ کی بارگاہ میں کسائی کو اثر و رسوخ حاصل تھا خلیفہ کی معیت میں وہ خراسان جاتے ہوئے شہر" رے " میں انہوں نے وفات پائی ان کی وفات پر خلیفہ کو سخت صدمہ ہوا اس نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا:

دفنا الفقہ و النحو بالری فی یوم واحد ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہرری میں دفن کر دیا

تصانیف : درس و تدریس کے علاوہ ان کا وقت تصنیف و تالیف میں گذرتا ان کی جن کتابوں سے ہم واقف ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں -

1- معانی القرآن : یہ علوم القرآن سے متعلق تھی -

2- مختصر النحو : 3- کتاب الحدود فی النحو : ان دونوں کتابوں کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی لیکن ان کے ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نحو سے متعلق تھیں -

4- نوادر کبیر : اس کے متعلق کوئی تفصیل نہ مل سکی -

5- ما تلحن فیہ العوام : یہ کتاب اغلاط عام سے متعلق تھی اپنے موضوع کے لحاظ سے غالبا یہ سب سے قدیم ترین تصنیف ہے اس کا مخطوطہ کتب خانہ برلن میں ہے بروکلمان Brockelmann نے رسالہ Zeitschr.F. Assyrial کے شمارہ 125 سنہ 1898ء میں ص 29 تا 46 میں شائع کیا تھا بعد ازاں عبدالعزیز میمنی کی تصحیح سے دوبارہ شائع ہوا -

اس کے علاوہ اور بھی مختلف رسالے اور کتابیں تصنیف کیں لیکن ہم ان کی تفصیلات سے محروم ہیں -

وفات : انہوں نے 189ھ ر 805ء میں " ری " کے ایک قریہ رنبویہ میں خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے ستر سال کی عمر میں وفات پائی - اور وہیں سپرد خاک کئے گئے ' تاریخ وفات لفظ الحسن سے نکلتی ہے اسی دن ان کے خالہ زاد بھائی اور مشہور فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی یہیں وفات پائی اسی پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا تھا کہ "ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہرری میں دفن کر دیا"

صاحب تذکرۃ الحفاظ نے بغیر کسی حوالے کے سنہ وفات 180 ھ اور جائے وفات طوس لکھ دیا ہے - جب کہ کسی معتبر کتاب سے ان کے بیان کی تصدیق نہیں ہوتی -

بشارتیں : اسمٰعیل بن جعفر مدنی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں امام کسائی کی زیارت کی اور دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو کسائی نے فرمایا کہ قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی اور جنت میں جگہ دی -

دوسری جگہ ہے کہ اللہ تعالی نے میری مغفرت فرما دی اور خاص کرم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ علی بن حمزہ کسائی ہو میں نے کہا

ہاں تو آپ نے فرمایا قرات کرو میں نے والصافات صفا سے شہاب ثاقب تک تلاوت کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن امتیں تم پر فخر کریں گی ۔

خود امام کسائی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا تم کسائی ہو میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں آپ نے فرمایا **والصافات صفا فالز اجرات زجرا فالتالیات ذکرا ان الھکم لواحد** ۔ پھر اپنا دست مبارک میرے مونڈھے پر رکھا اور فرمایا **لا ضا هین بک الملائکہ غدا** میں تمہارے ذریعہ کل فرشتوں پر فخر کروں گا ۔

محمد بن یحیی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن ابن جریش سے سنا کہ انہوں نے کسائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا امام کسائی نے کہا اللہ تعالی نے قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی ۔

بقیہ: برکاتِ دارالعلوم دیوبند

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

ہو وہ اس دور میں عبدالحق ہی تھا آپ نے اور آپ کے مخلص رفیق باتوفیق عبدالقیوم حقانی نے اس مرد حق آگاہ کے حالات پر مشتمل الحق کا عبدالحق نمبر شائع فرما کر اپنی جانشینی اور خلافتِ صادقہ کا حق ادا کر کے متلاشیان دینِ حق پر بڑا کرم و احسان فرمایا ہے۔ جزاک اللہ خیر الجزاء و یکمل آخر تک خیراً من الاولیٰ۔

مخلص خادم زاہد الحسینی غفرلہٗ

○ الحق کا یہ مولانا عبدالحق نمبر نہیں اس میں تو برصغیر بالخصوص سرحد کی علمی تاریخ کا کافی حصہ آگیا ہے اور کئی خفیہ معلومات ظاہر ہوگئے ہیں برکات دارالعلوم دیوبند کا مکمل آئینہ ہے اور مردِ حق آگاہ کی حیات جاودانی کا زندہ ثبوت ہے۔

زندہ دارد مرد را آثار مرد نام گل باقیست گر گردد گلاب

روئے زمین پر
انسان کا استقبال

انسان نے سب سے پہلا قدم جب رُوئے زمین پر رکھا تو درختوں نے لہلہا کر، نباتات نے جھوم کر اور برگ و گل نے مسکرا کر انسان کا پُرجوش استقبال کیا۔

انسان نے چین محسوس کیا، وہ آغوشِ فطرت میں آچکا تھا۔ درخت اس کی غذا کا سامان بنے اور نباتات اور گل و برگ اس کے درد کا درماں بنے۔ قدرتِ فیاض نے رُوئے زمین کے چپے چپے پر نباتات پیدا کر دیئے ہیں اور انسان کی غذا اور دوا کا اہتمام کر دیا ہے۔

سائنس کی عظمتوں اور ٹکنالوجی کی رفعتوں نے بھی آخر کار انسانِ ارض کو آغوشِ فطرت میں جانے کے لیے آج بے چین کر دیا ہے۔

ہاں، انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ حتی الامکان دائرۂ فطرت سے باہر نہ جائے اور نباتات سے اپنے علاج معالجے کا سامان کرے۔ ہمدرد نباتات کے عالمی میدان میں گزشتہ کم از کم پچاس سال سے مصروف ہے اور دنیا کے ہر انسان کو ہمدرد نے دعوت دی ہے کہ وہ آغوشِ نباتات میں آئے۔ آج دنیا نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔

ہمدرد فطری علاج کا حامی ہے۔ آج کی دنیا فطری علاج کی خواہاں ہے۔

ہمدرد کی نباتی پیش رفتوں میں ایک نہایت موثر پیش رفت

Adarts-JOS 1/92
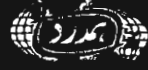
ڈاکٹر کلیم اللہ سار یو، لیکچرر سندھ یونیورسٹی
جامشورو حیدر آباد

انسانی معاشرہ اور تمدن کے مراحل

امام شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں

۲

حکومت یا مملکت کی ضروریات

مملکت کی پہلی ضرورت، عدلیہ یعنی وہ نظام جسمیں عدل و انصاف کو برقرار رکھا جائے؛

انسان کے اس تیسرے ارتقائی مرحلے میں انصاف اور قضاء کا شعبہ جنم لیتا ہے یعنی جب مملکت کے مختلف شعبوں کے لوگوں کے درمیان جھگڑے اور رقابت شروع ہو جائیں اور ان کا فیصلہ نہ کیا جائے تو وہ تنازعات اور دشمنیاں بڑھتی جاتی ہیں اور حکومت کے لوگوں کے درمیان بے چینی اور تصادم پیدا ہو جاتا ہے۔

عدل و انصاف کے شعبے سے حکومت اور اس کا نظام مستحکم ہونا چاہیئے؛

جو مملکت کو لازمی طور پر تباہی کی طرف لے جاتا ہے اس لیے حکومت یا مملکت کو ایسے ادارے کے قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جس سے ان جھگڑوں اور دشمنیوں کو ختم کیا جائے جو مکمل اور موثر طور پر ان مسائل اور جھگڑوں کا تصفیہ کریں حکمت کی یہ ضرورت عدل و انصاف کے شعبے سے پوری ہو جاتی ہے جو مساوی اور متفقہ طور پر تنازعات کے حل کرنے کا نظام ہوتا ہے اور اس نظام یعنی عدل و انصاف کے شعبے کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ شعبہ منصب اور مستحکم ہو اور اس ادارے کے فیصلے قابل عمل ہوں دوسری صورت میں حکومت یا اجتماعی زندگی کی ضروریات وابستہ ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں۔

داخلی امور اور انتظامی شعبہ

انتظامی شعبہ کے ذریعے غیر مہذب افراد کی سرکوبی کی جاتی؛

انسان کے اس تیسرے ارتقائی مرحلے میں اجتماعی اصولوں یا مملکت کو قائم رکھنے کے لیے ہیں انتظامی شعبے کی ضرورت پڑتی ہے یہ شعبہ کمزور اور اخلاف اور بری طبیعت کے لوگوں کی سرکوبی کرے جو لوگ اپنی بری عادتیں اور اعمال سے مملکت یا اجتماعی زندگی میں خرابی پیدا کر سکتے ہیں اور یہ بھی بہت ضروری ہے

کہ ایسے افراد کے خلاف تعزیری اقدامات کرنے چاہئیں۔

نیز وہ احکام جن سے بُری عادتیں یا بُرے لوگوں کو باز رکھا جائے ان کاموں کے لیے ایک مستحکم نظام کی ضرورت ہے جس سے ان بدطبیعت لوگوں کو مہذب بنا کر اچھی سوسائٹی میں لایا جائے۔[1]

دفاعی شعبہ دفاع کے شعبے کی اس وقت ضرورت پڑتی ہے جب اجتماعی زندگی یا مملکت میں فتنہ فساد پیدا ہوجائے۔

انسان کے اس اجتماعی مرحلے میں دفاع کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب مملکت یا حکومت کو خارجی فتنہ، فساد کا سامنا کرنا پڑتا ہو اور بعض حالات میں داخلی امور میں بھی ضرورت پڑتی ہے اس لیے مملکت کے دفاع و مستحکم کرنے کے لیے ایک انتظامیہ کے طرز پر ایک اعلیٰ ادارہ قائم کیا جائے جو ایک بڑی فوج اور قوت دفاع سے آراستہ ہو۔[1]

شاہ ولی اللہ دفاع کے شعبے کو جہاد کا نام دیتے ہیں؛

فوج کی نقل و حرکت اور نظم و ضبط ایک طے شدہ دستور کے مطابق ہو جسے لوگ پسند کریں اور فوج کی نقل و حرکت دفاع کے ماہرین کی نگرانی میں ہونے چاہئیں جو جنگ اور دیگر انتظامی امور سے بخوبی واقف ہو لوگوں کی رضامندی اور فرمانبرداری کی کمان کرسکیں حضرت شاہ ولی اللہ نے اس شعبے کو جہاد کے نام سے منسوب کیا ہے۔[2]

سماجی بہبود اور ترقی کا شعبہ شاہ ولی اللہ کی نظر میں ایک متمدن اور ترقی یافتہ یا ترقی پذیر مملکت میں ایسے ادارے یا شعبے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے جس کے ذریعے لوگوں کی فلاح و بہبود کا کام سرانجام دیا جائے اور وہ ایسے کام سرانجام دیں اور ایسے وسائل پیدا کریں جنہیں لوگ خود پورا نہیں کرسکتے دوسرے معانی میں یہ ادارہ ایسے کام سرانجام دے جس میں عوامی عمارتیں یعنی سکول، مساجد، شفاخانہ، شاہراہ اور دیگر تعمیرات عامہ کے کام سرانجام دے شاہ ولی اللہ کے خیال میں یہ ادارہ حکومت کے لیے نقاب ہے اس ادارے کا سربراہ والی کہلاتا ہے۔[3]

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ص۴۳ - شاہ ولی اللہ اور اس کا فلسفہ ص۱۱۹ از ڈاکٹر ہالی پوتا. البدور البازغہ ص۱۰۵ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)۔

[2] ایضاً، البدور البازغہ ص۱۰۷، مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)

[3] شاہ ولی اللہ کا فلسفہ ص۱۲۰۔

[4] ایضاً۔

تعلیم کا شعبہ شاہ ولی اللہ کی نظر میں مملکت کو ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہو اس مقصد کے لیے تعلیم کا عام کرنا بہت ضروری ہے۔

اس شعبے میں مملکت یا حکومت کی یہ بھی ضرورت ہوتی ہے کہ حکومت کے افراد یا دیگر افراد بہتر طور پر تہذیب اور تعلیم یافتہ ہوں روزی حاصل کرنے کے شعبوں میں عالم اور ہنرمند ہوں تاکہ وہ انسان کے سماجی اور معاشرتی ارتقاء کے مدنظر سابقہ ارتقائی مراحل کے مقابلے میں زیادہ تر معیار زندگی حاصل کرسکیں اسی شعبے کو تعلیم کے شعبے سے تصور کیا جائے گا اور اس طرح حکومت کو اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد مہیا ہوجائیں گے جو آگے چل کر مملکت کی ترقی اور مضبوط و مستحکم بنانے کا سبب بنتے ہیں۔

حکومت کی مکمل صورت حکومت کو بہتر اور مضبوط بنانے کے لیے اختلاف رائے کا پیدا ہونا ضروری ہے اس لیے ہر ایک شعبے کا الگ سربراہ مقرر کیا جائے جس سے وہ مطلوبہ نتائج کو حاصل کرے۔

شاہ ولی اللہ کی نظر میں ایک مکمل مملکت وہ ہوتی ہے جو مذکورہ بالا ضروریات کو پورا کرسکے اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک مؤثر طریقہ کا معیار رکھتی ہو جب معاشرہ یا انسانی سماج میں مختلف طبیعتوں کے لوگ وابستہ ہوتے ہیں جن کے نفاذ اور مطلب بھی مختلف ہوتے ہیں اور اسی صورت میں ایک مسلم اور معیاری حکومت چلانے کے لیے اختلاف رائے کا ہونا یقینی امر ہے اس لیے شاہ ولی اللہ کی نظر میں یکسانیت اور اتحاد کو بہتر بنانے کے لیے نفاق اور خطرے کی حالتوں کو دور کرنے کے لیے ہر ایک شعبے کے فرائض اور معاملات کے لیے ایسے افراد کو مقرر کیا جائے جس کے تحت وہ شعبے کام کریں جس سے آج کے دور میں ہم مختلف شعبوں اور وزارتوں میں تقسیم کرتے ہیں یہ سب کے سب افراد یا شعبے اور انکی کارکردگی اس شخص کے ماتحت ہوتی ہے جو پوری مملکت کا سربراہ ہوتا ہے اور اسی طرح تیسرے ارتقائی مرحلے میں بیت المال کا کام کرنا اور اس کو ترقی دلانا معاشرے جملہ افراد کی ضرورت کو مساوی طور پر پورا کیا جائے اور ضرورت کے وقت اگر مملکت میں یا اجتماعی ضروریات کے مدنظر اگر انسان اپنے اعلیٰ معیار زندگی کیلئے دیگر ضروریات اور شعبوں کو جنم دے تو حکومت کا فرض ہے اسے بھی مملکت کے کاموں میں شمار کرے مثلاً مختلف صنعتیں مختلف ہنر اور پیشے اور دیگر سائنسی اور تجرباتی ایجادات وغیرہ۔

حاصل کلام ہم مذکورہ بالا انسانی سماجی تقسیم اور ارتفاقات کے ارتقائی مراحل کو سمجھنے اور مطالعہ کرنے سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ انسان ابتدائی ضرورت سے لیکر حکومت کے قیام تک یا اجتماعی زندگی کے قیام تک مختلف ضروریات اور ارتفاقات کو جنم دیتے ہوئے اپنے لیے حکومت کا قیام

لازم سمجھتا ہے اور شاہ ولی اللہ کی نظر میں ارتفاقات سوم کے درجے میں انسان اگر اجتماعی زندگی اور حکومت کو تشکیل دیتا ہے اور اس کو مضبوط و بہتر بنانے کے لیے مختلف تدابیر کو عمل میں لاتا ہے جس کے ذریعے وہ زمین کے کسی خطے میں قوم یا حکومت اور ملک کے نام سے سمجھتا ہے اسی طرح انسان تیسرے ارتقائی مرحلے کی روشنی میں زمین کے دوسرے خطوں کے رہنے والے انسانی قوموں سے ربط اور تعلق پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے اور اپنی فطرتی ارتقائی مراحل کے مدنظر اپنے لیے بین الاقوامی تعلقات اور ربط اور تعلق قائم کرتی ہیں جسے ہم انسان کی بین الاقوامی مملکت کا نام دیں گے بین الاقوامی مملکت کا قیام انسان کے تیسرے ارتقائی مرحلے کے بعد جنم لیتا ہے وہ اسے پورا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے اور اسے بین الاقوامی حکومت تسلیم کرتا ہے شاہ صاحب نے اس انسانی سماجی ضرورت کو ارتفاقات چہارم سے موسوم کیا ہے اس لیے شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے ارتفاقات میں الارتفاق الرابع کا نام دیا ہے۔

انسان کی سماجی زندگی کا چوتھا ارتقائی دور

شاہ صاحب چوتھے ارتقائی مرحلے میں بین الاقوامی حکومت کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ نے اس ارتقاء کو ارتقاء رابع سے موسوم کیا ہے شاہ صاحب اس سے بین الاقوامی مملکت کا قیام یا بین الاقوامی تعلقات کا قیام مراد لیتا ہے یعنی شاہ صاحب انسان کے اس چوتھے ارتقائی مرحلے میں بین الاقوامی تعلقات یا بین الاقوامی حکومت کا قیام ضروری سمجھتا ہے جس سے عالمی امن اور عالمی اخوت پیدا ہو سکے جیسا کہ سماجی ارتقاء کے پہلے دو مرحلوں میں جو مملکت وجود میں آتی ہے وہ خود کو ایک ایسی وحدت میں تبدیل کر لیتی ہے جو حقیقت میں اس قسم کی بہت بہت ساری وحدتوں کے درمیان ایک ہی وحدت ہوتی ہے اس لیے شاہ صاحب کے بقول کہ جب کسی قوم کی آبادی یا تمام انسانی افراد کو جب غور سے دیکھا جائے تو مملکت کے انفرادی ارکان کی طرح ہر مملکت یا حکومت اسی طرح بین الاقوامی یا سلطنت کی رکن ہوتی ہے۔

ہر مملکت بین الاقوامی حکومت کی رکن کی حیثیت رکھتی ہے:

جو بین الاقوامی انسانی سوسائیٹیوں سے وجود میں آتی ہے اور دنیا کے تمام حصوں سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کی بعض چھوٹی مملکتیں دوسری مملکتوں یا حکومتوں سے ٹکرا جاتی ہے اور اپنی مخالف حکومت کو داخلی امن اور اتحاد کو خطرے میں ڈال دیتی ہے۔

بین الاقوامی حکومت کے قیام کی ضرورت یا اقوام متحدہ جیسے ادارے کی ضرورت

بین الاقوامی حکومت کے قیام سے انسانی اتحاد اور بین الاقوامی

امن کا فروغ ہوتا ہے ؛

انسانیت کے ان ممالک کے درمیان جو تصادم پیدا ہو جاتا ہے وہ ایسے طاقتور نظام کی ضرورت محسوس کرتا ہے جس سے دنیا کے تمام ممالک ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ اور اخوت و امن کے ساتھ رہ سکیں اور وہ اتحاد انسانیت کو جسے شاہ صاحب الانسان الکبیر کہتے ہیں کہ نہ ہلا سکے۔ اس ضرورت کی تکمیل اس وقت پوری ہو گی جب ایک اعلیٰ خلافت یا بین الاقوامی حکومت (خلافت) کی صورت میں قائم کی جائے اور یہ اقدام اس وقت کیا جاتا ہے جب اپنے چوتھے ارتقائی مرحلے میں پیش قدمی کرتے ہوں۔ اس ارتقاء یا ارتفاقات چہارم کے بغیر قوموں کے درمیان حقیقی امن اور سکون قائم نہیں ہو سکتا اور انفرادی حکومتوں کی حفاظت ممکن نہیں ہو سکتی اس لیے انسان کے ارتقاء کا یہ چوتھا مرحلہ بین الاقوامی اتحاد اور امن و سلامتی کا خواہاں رہتا ہے اور اپنے اس مرحلے میں ایک بین الاقوامی نظام اور حکومت کا تصور کر لیتا ہے اور اسے چلانے کے لیے نئی نئی تدابیر اختیار کرتا ہے[1]

حاصل کلام انسانی ارتقاء کے چوتھے مرحلے میں ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ شاہ صاحب انسانیت کی ابتدائی ضروریات سے لے کر اعلیٰ اتحاد اور بین الاقوامی انسانی سوسائٹی کے قیام کے مسائل اور ضروریات کو خوب سمجھتے تھے بقول ان کے طبعی الہامات کا نتیجہ ہے یعنی انسان ایک بین الاقوامی اتحاد اور بھائی چارہ کی ضرورت فطرتی اور طبعی طور سے محسوس کرتا ہے۔ شاہ صاحب نے اگرچہ یہ چار مرحلے لکھے ہیں جن میں ایک معاشرہ ارتقائی طور پر ترقی پاتا ہے لیکن یہ بالکل ضروری نہیں کہ ہر معاشرہ ہر مرحلے سے گزرے بلکہ انسانی سماج کے کچھ ایسے گروہ جو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں اپنے دوسرے جماعتوں کے یا گروہوں کے مقابلے میں اعلیٰ تر معیار زندگی کو حاصل کرتا ہے اور بعض اپنے کمال حاصل کرنے کے بعد زوال پذیر بھی ہو جاتے ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہر معاشرے کی پہچان اس کے موجودہ سطح ہونی چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ معاشرہ اپنے ارتقائی مراحل کے مدنظر پہلے دوسرے اور تیسرے ارتقائی میں سے کس مرحلے میں ہیں یا وہ ابھی تک جزوی طور پر دوسرے مرحلے میں پڑا ہوا ہے۔

تمدن کی تعریف اور ضرورت معاشرتی تمدن میں انسان کے بعض افراد پیشہ ورانہ ہنر و دیگر حالات میں مختلف ہوتے ہیں :۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ص۴۳ شاہ ولی اللہ کا فلسفہ ص۱۲۳ البدور البازغہ ص۸۵، ۸۶ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک اجتماعی زندگی بسر کرنے کو تمدن کہتے ہیں[۱] اب بعض افراد سوسائٹی کے مثلاً ایسے تھے جن کے پاس اناج ان کی اپنی ضرورت سے بہت زیادہ تھا لیکن دیگر لوازم حیات سے وہ محروم تھے برخلاف اس کے بعض دوسرے لوگوں کے پاس وہ لوازم حیات تو بافراط موجود تھے جس کی اوّل الذکر لوگوں کو ضرورت تھی لیکن اناج کی ان کو سخت ضرورت تھی علی ھذا القیاس ہر ایک کے پاس ایسی چیز تھی جس کی دوسروں کو ضرورت تھی لیکن ان کے پاس نہیں تھی چنانچہ سوسائٹی کے سب افراد کو تمام لوازم حیات سے یکساں طور پر فائدہ اٹھانے کے سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں تھی کہ مبادلہ اجناس کے لیے ایک خاص نظام مقرر کیا جائے مگر اس میں ایک مشکل پیدا ہوئی وہ یہ کہ مثلاً ایک شخص کے پاس اناج ہے اور دوسرے کے پاس روئی۔ اول الذکر کے پاس حسن اتفاق سے اس قدر موجود ہے جس کا کچھ حصہ وہ بخوشی مؤخر الذکر کو دے سکتا ہے۔ لیکن روئی کی اس کو سردست مطلق ضرورت نہیں اس مشکل کا یہ حل سوچا گیا کہ کسی تیسری چیز کو مبادلہ کا ذریعہ قرار دیا جائے جو بذات خود لوازم حیات سے نہ ہو اور وہ کوئی ایسی معدنی چیز ہو جو مدتوں کے گزر جانے پر بھی باقی رہے[۲]

تجارت کے نظام اور امداد باہمی کو عام کرنے کے لیے انسانی تمدن اور معاشرتی زندگی میں کسی خاص چیز کو تبادلہ اور تجارت کے لین دین کے لیے مخصوص کیا جاتا ہے۔

تمام لوازم نے بالاتفاق انہی کو ذریعہ مبادلہ قرار دیا تاکہ ہر ایک شخص بفراغ خاطر ایک ہی قسم کی پیداوار حاصل کرنے اور ایک ہی پیشہ کو پوری مصروفیت کے ساتھ اختیار کرنے میں مشغول ہو اور اپنی تمام ضروریات کو مبادلہ کے ذریعے مہیا کر لیا کرے چونکہ یہ ایک نہایت مفید بلکہ ضروری اور ناگزیر معقول انتظام تھا۔ اس لیے سب نے اس کو تسلیم کیا اور تمام دنیا میں یہی طریقہ مبادلہ بذریعہ سیم و زر مروج ہو گیا[۳]

انسانی تمدن کی اکثریت سونا چاندی کو تبادلہ کا ذریعہ بناتا ہے اور سونا چاندی عام طور پر اس امر کے لیے درست ہیں۔

سونے چاندی کو ذریعہ مبادلہ بنانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ بہت کم جگہ گھیرتے ہیں اور انکے اجزا میں تماثل اور یکسانی پائی جاتی ہے گویا سیم و زر کی تخلیق ہی اس غرض کیلئے ہوتی ہے کہ انکو نقدی کے طور پر استعمال کیا جائے۔

۱؎ حجۃ اللہ البالغہ ص۲۸ مطبوعہ قومی کتب خانہ لاہور احسن برادرز ، البدور البازغہ ص۸۰ مطبوعہ مدنیہ برقی پریس بجنور (یوپی) ۲؎ ایضاً ص۲۸۱ ، البدور البازغہ ص۶۸ مطبوعہ برقی پریس بجنور (یوپی)
۳؎ ایضاً ۔ البدور البازغہ ص۶۹ مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)۔

قومی خدمت ایک عبادت ہے

اور

سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے

سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے

قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

بھارتی مسلمانوں کی حالت زار / محمد اسلم رانا

ضلع تھر میں گائے ذبح کرنے پر پابندی / مولانا محمد ہاشم

الجزائر میں تصادم / مولانا ایاز ملکانوی

مصر میں اسلام پسندوں کی گرفتاریاں / احسان اللہ فاروقی

۲۱ ویں صدی، امریکہ اور عالم اسلام / مولانا غلام مصطفیٰ

بھارتی مسلمانوں کی حالت زار

اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو کہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہندوستانی مسلمان ایک مذبح میں زندگی گذار رہے ہیں قتل اور خونریزی کے مناظر عام ہیں۔ شام ایک قتل عام کا ماتم کرتے ہوئے ختم ہوتی ہے۔ اور صبح ایک نئے قتل عام کا "مژدہ" سناتی ہے گذشتہ ۴۸ برسوں میں ہونے والے مسلم کش فسادات کی تعداد پچاس ہزار سے کچھ کم نہ ہوگی۔

اس سے بڑھ کر فکر و نظر کا زوال اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس امت نے مسلسل سات سو سال تک اس ملک کی سیاسی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہو جو ایک عرصہ دراز تک اس ملک کے سیاہ و سفید کی مالک رہی ہو جس ملک کے چپے چپے پر اس کی عظمتوں کے نشان ثبت ہوں اور جس ملک کے ذرے ذرے میں اسکے اسلاف کا لہو خوابیدہ ہو، وہی امت آج اسی ملک میں اپنی جان و مال کے تحفظ اور بقا کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

یاس و ناامیدی اور مایوسی کی اس نازک گھڑی میں امت مسلمہ کا قیام امن و انصاف کے لیے اُٹھنا انتہائی ضروری ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب امت اپنی اصلی حیثیت کو پہچان لے اور وہ قیام امن و سلامتی کو اپنی مذہبی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے میدان عمل میں نکل آئے، یقین جانئے کہ بھارت میں رہنے والی بیس کروڑ کی امت اگر صرف اپنی شناخت کا احساس بھی کر لے تو آناً فاناً اس ملک کا منظر نامہ بدل سکتا ہے۔

غور کیجیے! آج دنیا ہمارے خاندانی اسلام اور خاندانی مسلمانوں سے اتنی لرزاں اور ترساں ہے تو

اگر ہمارا اسلام چودہ سو برس قبل والا اسلام ہو جائے اور آج کا مسلمان چودہ سو برس قبل کا مسلمان بن جائے تو دنیا کا کیا عالم ہوگا؟ ضرورت ہے کہ پکے اور سچے مسلمان بنیں، حالات سے بددل اور دلگیر نہ ہوں۔

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

بھارتی مسلمان کی منزل چودہ سو سالہ پرانے اسلام کا احیاء واپنانا ہے تو پاکستانی مسلمان کی منزل ۱۴ ویں صدی کے رہے سہے اسلام سے بھی فرار۔ اگر پاکستان کے ۱۳ کروڑ مسلمان اپنی شناخت کا احساس کر لیں" تو۔۔۔۔ (محمد اسلم رانا، مدیر المذاہب لاہور)

ضلع تھر میں گائے ذبح کرنے پر پابندی

میرپور خاص (این این آئی) ضلع تھر باب الاسلام سندھ کا ایک ایسا ضلع ہے جہاں گائے کے ذبح پر پابندی ہے اور سرکاری انتظامیہ بھی "ہندوؤں" کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے اور اس کے گوشت کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اطلاعات کے مطابق ضلع تھر کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر "مٹھی" اور ایک دوسرے شہر "اسلام کوٹ" میں جہاں ہندوؤں کا غلبہ ہے گائے سمیت بڑے جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ مٹھی اور اسلام کوٹ میں مسلمان بھی بستے ہیں اور اگر وہ چاہیں بھی تو گائے سمیت کسی بھی بڑے جانور کو ذبح نہیں کر سکتے اور ایسا کرنے کی صورت میں "ہندوؤں کے احتجاج" پر سرکاری انتظامیہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ مٹھی اور اسلام کوٹ اور ان کے گرد و نواح کے دیہات اور قصبوں میں بڑے گوشت کی کوئی دکان یا مارکیٹ نہیں ہے اس سلسلے میں مسلمانوں نے ڈپٹی کمشنر تھر اور ایک فوجی افسر سے ملاقات کر کے ان سے بڑے جانور ذبح کرنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دینے کے بجائے کہا "جیسے پہلے سے چل رہا ہے چلنے دو" اس سلسلے میں ضلع تھر کے مسلمانوں نے بتایا کہ "یوں لگتا ہے کہ مٹھی اور اسلام کوٹ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں شامل نہیں بلکہ بھارت کا حصہ ہیں" انہوں نے اس صورت حال کو مسلمانوں کی دینی غیرت و حمیت کے لیے ایک چیلنج اور حکومت کے لیے لمحہ فکریہ قرار دیا ہے۔

(نوائے وقت ۹۳-۱-۶)　　(مولوی محمد ہاشم جامعہ عثمانیہ لاہور)

الجزائر میں فوج اور مجاہدین کے تصادم میں ۶۰۰ افراد ہلاک

الجزائر کی فوج اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے درمیان جھڑپوں میں گزشتہ ایک سال کے دوران تقریباً ۶۰۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں انسانی حقوق سے متعلق آبزرویٹری کے چیئرمین کامل رزاق بارا نے اس بارے میں انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ ہلاک ہونے والوں میں ۲۵۰ فوجی اور پولیس ملازمین اور ۳۲ عام

شہری بھی شامل ہیں گزشتہ سال راسخ العقیدہ مسلمانوں سے تعلق رکھنے کے جرم میں ۸۰۰۰ افراد کو گرفتار کیا گیا جن میں سے ۱۰۰۰ افراد ابھی تک کیمپوں میں نظر بند ہیں۔ الجزائر میں گزشتہ سال ہونے والے انتخابات کے پہلے دور میں اسلام پرستوں کی لینڈ سلائیڈ کامیابی کے بعد الیکشن کے دوسرے دور کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اسلام پرستوں کی جماعت اسلامک سالویشن فرنٹ پر پابندی عائد کر دی گئی تھی، الجزائر میں گزشتہ سال ۹ فروری سے ہنگامی حالت نافذ ہے۔ اسلام پسندوں اور فوج کے درمیان کشمکش کے خاتمے کے کوئی آثار نہیں گزشتہ ہفتہ ایک کارروائی میں جو طبروت نامی شہر میں ہوئی، فوج نے ۱۴ اسلامسٹوں کو شہید اور ۳ کو زخمی کر دیا۔ حکومت کو اطلاع ملی تھی کہ طبروت کے ایک امام مسجد کے گھر اسلامسٹوں کا اجتماع ہو رہا ہے جس پر دستوں نے گھر کو گھیرے میں لے کر فائر کھول دیا۔ باقی اسلامسٹ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ خمیس الخلیشہ کے مقام پر بھی فوج نے دو اسلامسٹوں کو شہید کر دیا۔ اس کشمکش کے دوران اب تک ۳۱۰ سے زائد سرکاری فوجی ہلاک ہو چکے ہیں جن میں سے ۱۲ تو اسی ماہ مارے گئے۔ حکومت کا یہ خواب پورا نہیں ہو رہا کہ وہ اسلامسٹوں کو کچل کر رکھ دے گی لیکن اسکی ظالمانہ کارروائیوں سے بتدریج افغانستان کے سے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔　　(مولانا) اللہ بخش ایاز ملکانوی

●

مصر میں اسلام پسندوں کی گرفتاریاں

مصر میں اسلامسٹ عناصر اور سیکولر حکومت کی کشمکش کے دوران حکومت نے بڑے پیمانے پر ظالمانہ کارروائیاں کی ہیں لیکن وسیع گرفتاریوں، قتل عام اور عدالتوں سے موت کی سزائیں دلوانے کے باوجود وہ اسلامسٹوں کی سرگرمیاں ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی اور نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس نے اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ میں اسلامسٹوں کی خبریں چھاپنے پر پابندی لگا دی ہے مصری حکومت کا خیال ہے کہ اس طرح بیرون ملک یہ تاثر ابھرے گا کہ مصر میں امن ہو گیا ہے اسلامسٹوں کی کارروائیوں کا ایک ہدف فحاشی اور عریانی کے اڈے ہیں اور ان میں سیاحتی مراکز بھی ہیں۔ سیاحتی مراکز میں غیر ملکیوں کو راغب کرنے کے لیے ہر قسم کی فحاشی و عریانی کی اجازت ہے اور یہ وہ شعبہ ہے جو مصر کو سب سے زیادہ غیر ملکی زر مبادلہ فراہم کرتا ہے ان مراکز پر حملوں کی خبریں روک دی ہیں کہ امن وامان کا تاثر قائم ہونے کی وجہ سے سیاحوں کی آمد پھر سے پہلے کی طرح ہو جائے گی لیکن قاہرہ میں مقیم غیر ملکی سفارت کاروں نے غیر ملکی اخبارات کو بتایا ہے کہ حملے بدستور جاری ہیں اور صرف اسی ماہ تین حملے ہوئے ہیں غیر ملکی سفارت کاروں کے اس اقدام سے مصر کی بلیک آؤٹ کی پالیسی ناکام ہو گئی ہے۔

مصر سے ملنے والی مزید اطلاعات کے مطابق مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں پولیس نے امبابا علاقے میں جمعیۃ الاسلامی کے نئے صدر کو گرفتار کر لیا ہے گزشتہ دسمبر میں صدر کی گرفتاری پر امیر قائد القاس کو تنظیم کا صدر

منتخب کیا گیا تھا اب اس تنظیم کا ایک بھی رہنما جیل سے باہر نہیں۔ (احسان اللہ فاروقی)

۲۱ ویں صدی، امریکہ اور عالم اسلام

امریکہ کے سابق صدر رچرڈ نکسن نے کہا ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک تہذیب کی بنیاد بھی ہے اپنی حالیہ کتاب میں انہوں نے کہا ہے کہ عالم اسلام اس لیے یک جان نہیں ہے کہ کوئی اسلامی پولٹ بیورو پالیسی سازی میں ان کی راہنمائی کرتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام اقوام کی سیاسی و ثقافتی قدریں مشترک ہیں اور انفرادی طور پر ان ممالک کے مابین اختلافات کے باوجود پورے عالم اسلام میں سیاست کا بھی انداز یکساں ہے یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام کے کسی ایک علاقے میں کوئی اہم واقعہ رونما ہوتا ہے تو اسے دیگر تمام محسوس کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ قرون وسطیٰ میں اسلامی تہذیب کو سنہری دور کہا جاتا تھا عالم اسلام نے سائنس طب اور فلسفہ میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں انہوں نے بوعلی سینا، البیرونی، ابن الہیثم، جابر بن حیان اور رازی کے حوالے دیئے ہیں انہوں نے کہا کہ اسرائیل کو اربوں ڈالر کی امداد کی فراہمی اور فلسطین کے مسئلہ سے صرف نظر کرنا امریکہ کے تمام اسلامی ممالک سے تعلقات کی راہ میں مزاحم ہوسکتا ہے انہوں نے امریکہ کو متنبہ کیا کہ ۲۱ ویں صدی میں امریکی خارجہ پالیسی کو عالم اسلام سے زبردست چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑے گا انہوں نے کہا کہ تنازعات کے دو اہم علاقوں خلیج اور عرب اسرائیل تنازعہ میں امریکی اقدامات کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۸ر اکتوبر ۹۲ء) (مولانا غلام مصطفیٰ نور پور)

جناب الحاج معین الدین فاروقی کا سانحہ ارتحال

ماہنامہ الحق کے منیجر اور مولانا سمیع الحق کے داماد جناب شفیق الدین فاروقی کے والد ماجد الحاج معین الدین فاروقی بقضائے الٰہی ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۳ء کو کراچی میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے مرحوم نیک دل، پاکیزہ اخلاق اور دینی درد رکھنے والے انسان تھے۔ انہوں نے اپنے برخوردار جناب شفیق صاحب کو علماء، دینی ادارہ اور علم دین کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا اور وہ اس کو اپنے لیے توشہ آخرت اور صدقہ جاریہ سمجھتے تھے انکے جنازہ میں کراچی کے علماء صلحاء اور معززین کے علاوہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے بھی شرکت کی دارالعلوم حقانیہ میں مرحوم کیلئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا قارئین سے بھی خصوصیت سے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے (ادارہ)

مولانا عبدالقیوم حقانی

تعارف و تبصرۂ کتب

ندائے منبر و محراب تالیف مولانا محمد اسلم شیخوپوری جلد اوّل ۴۲۶ صفحات
جلد دوم ۴۵۴ ، جلد سوم ۴۸۲ قیمت درج نہیں
ناشر ا شعبہ تصنیف و تالیف ، جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ۱۶

خطابت کا فن وہ عظیم ورثہ ہے جو ملت اسلامیہ کے افراد تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے " خطابت " ہی نے مسلمان علماء ، داعیین اور مبلغین نے خدا تعالےٰ کے اوامر و نواہی کی تبلیغ کی لاکھوں بندگانِ خدا کو ظلمت اور گمراہی سے نکال کر ہدایت کا روشن راستہ دکھایا جہالت کی پستیوں سے اُٹھا کر علم و دانش کی رفعتوں تک پہنچایا استحصال اور مظلومیت کی ذلت سے نکال کر اخوت اور مساوات اسلامی کی مسند پر لا بٹھایا ، رہنمایان شریعت اور سالکانِ طریقت تقریر و مخاطبت کے مرد میدان تھے مسلمان مجاہدین خصوصاً سالاران لشکر نے بھی حرب و ضرب کے مواقع پر خطابت سے انقلابی کام لیا ہے جس سے مجاہدین کے گرتے حوصلے تھم جاتے عزم ایمانی راسخ ہوتا ۔

طارق بن زیاد کا وہ مختصر سا خطبہ جو اس نے ہسپانیہ کے ساحل پر اُترنے کے بعد کشتیاں جلا دینے کے بظاہر غیر دانشمندانہ فعل پر اعتراض کے جواب میں دیا تھا تاریخ حریت کا روشن باب بن گیا اقبال مرحوم کے الفاظ میں

؎ خندید و دستِ خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملکِ ماست کہ ملک خدائے ماست

" ندائے منبر و محراب " اسی سلسلۂ خطابت کا تسلسل ہے برادرم حضرت العلامہ مولانا محمد اسلم شیخوپوری ، ملک کے معروف سکالر ، ماہنامہ الاشرف کے مدیر اور دسیوں کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں مگر ندائے منبر و محراب بہت سی خوبیوں میں سب سے بڑھ کر ہے وہ اپنی تقریر بصورت تحریر میں قدیم و جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو بیک وقت ساتھ لے کر چلتے ہیں تقاریر ثقاہت ، نفاست اور لطفِ بیاں کے تمام محاسن سے آراستہ ہیں ،

شعر وادب کی چاشنی، توحید ورسالت سے حد درجہ شیفتگی اس پر مستزاد۔

مؤلف کی تحریروں، تصنیفات اور علم وفضل کا شہرہ تو بہت ہے مگر بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ وقت کا عظیم مصنف وخطیب ایک کامیاب مدرس بھی ہے مگر پاؤں سے معذور ہے لیکن اپنے تلامذہ ومستفیدین کاندھوں پر اٹھائے لیے پھرتے ہیں۔

خطبات کے ہر سہ جلدوں میں نقالی نہیں انداز بیان اپنا اور انفرادیت کا حامل ہے وہ خود پُرخلوص ہیں تو تقریر کا ایک ایک لفظ پُرتاثیر اور سامعین وقارئین کے دلوں میں گھر کرنے والا ہے۔ جلد اول میں دس، جلد دوم میں دس اور جلد سوم میں پندرہ تقاریر ہیں موضوعات حسب ضرورت جامع اور زمانۂ حال کے تقاضوں کے مطابق ہیں ذاتی مطالعہ واستفادہ، اصلاح ظاہر وباطن، ذوق علم وتاریخ کی تشنگی کا وافر سامان اور فن خطابت کی تکمیل کی ناگزیر رہ گزار اور ایک خطیب بننے کے لیے اچھی اور لازمی کتاب ہے عمدہ طباعت، معیاری کتابت، مضبوط گولڈن جلد، یقیناً قارئین اس کی قدر کریں گے۔

دروس سورۃ الفاتحہ

تالیف: مولانا علی اصغر عباسی۔ صفحات: ۳۱۲ قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ: مکتبہ عباسیہ جامع مسجد نیلا گنبد لاہور

زیر نظر کتاب شمس العلوم والمعارف فیلسوف اسلام حضرت مولانا شمس الحق افغانی نور اللہ مرقدہ کے ان علمی شہ پاروں کا مجموعہ ہے جو تعوذ وتسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کے درس کے دوران آپ بیان کرتے تھے۔ حضرت افغانی کی طرف نسبت اور نامور خطیب فاضل اجل حضرت مولانا علی اصغر صاحب کی محنت کتاب کی عظمت کیلئے بڑی دلیل ہے۔ ۶۴ صفحات کا ابتدائی حصہ فہرست اور نامور علماء کرام کے تاثرات پر مشتمل ہے، ۵۴ صفحات میں کتاب کے تعارف کے لیے حضرت افغانیؒ اور مرتب کا تاریخی وسوانحی تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ ۹۰ صفحات میں تعوذ وتسمیہ کے متعلقات اور ۱۴۴ صفحات میں سورۃ الفاتحہ کی آٹھ قسم کی تفسیر اور اس پر گیارہ اعتراضات کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ درس نظامی کے صحیح طریقہ پر پڑھنے والے میں اتنی استعداد ضرور پائی جاتی ہے جس سے دیکھ کر جدید محققین اپنے قابل فخر سکالروں کو بھول سکتے ہیں۔ آپ کا انداز تفسیر بذات خود قابل تحقیق موضوع ہے، شاید اس میں مبالغہ نہ ہو کہ علمی دنیا میں آپ شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرح مستقل علمی اصطلاحات کے موجد ہیں۔ معرکۃ الآراء مسائل اور علمی مباحث میں آپ مستقل رائے اور فکر رکھتے ہیں جس کی تشہیر وتبلیغ آپ کے فیض یافتہ حضرات کے ذمہ قرض ہے یہ کتاب علماء وفضلاء کے علاوہ عصری علوم سے شناسائی رکھنے والوں کے لیے یکساں مفید ہے۔ (مفتی غلام الرحمٰن)

تاریخ قرآن از جناب قاری شریف احمد صاحب مدظلہ ــــــ صفحات ۳۳۶
ناشر مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مرار سٹریٹ، پاکستان چوک کراچی

قرآنِ کریم آخری صحیفۂ ربانی ہے جو بنی انسان کی دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے اور ہر پہلو اور ہر موضوع پر حاوی ہے۔

صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک علماء و مصنفینِ اُمت قرآنِ عظیم کے معانی و اسرار کے بیان میں مصروف ہیں ہر مصنف کا طرزِ بیان الگ، نہج تصنیف الگ اور یہ سلسلہ بیانِ معانی تاقیامت جاری رہے گا۔

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نے تاریخ قرآن کے نام سے ایک مختصر مگر جامع اور دلکش کتاب لکھی ہے جس میں قرآن سے متعلق اہم موضوعات پر سیر حاصل مگر عام فہم گفتگو کی گئی ہے۔ مثلاً تاریخ نزول قرآن۔ انبیاء کرام پر نزولِ وحی کا بیان، تاریخ جمع قرآن، حفاظتِ قرآن قراءِ سبعہ کا مختصر تعارف وغیرہ۔

ہماری رائے ہے کہ اگر وفاق المدارس العربیہ درجہ چہارم یا پنجم میں ترجمہ قرآن کے ساتھ علوم القرآن کے مضمون کے طور پر اس کتاب کو نصاب تعلیم میں داخل کر دیں تو ہر لحاظ سے نافع اور طلبہ دینیہ کی خالص قرآنی علوم کی تفہیم اور سمجھنے میں بے حد مفید ثابت ہوگی۔ (ع ق ح)

Safety
instant milk

REGD. NO. P-90

فرمانِ رسول..

حضرت علی ابنِ ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"جب میری اُمت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔"
"دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔
- امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے۔
- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے۔
- بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- مساجد میں شور مچایا جائے۔
- قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- آدمی کی عزت اس کی بُرائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
- نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- مرد ابریشم پہنیں۔
- آلاتِ موسیقی کو اختیار کیا جائے
- رقص و سرود کی محفلیں سجائی جائیں
- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہیئے کہ پھر وہ ہر وقت عذابِ الٰہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحابِ سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی - باب علامات الساعۃ)